

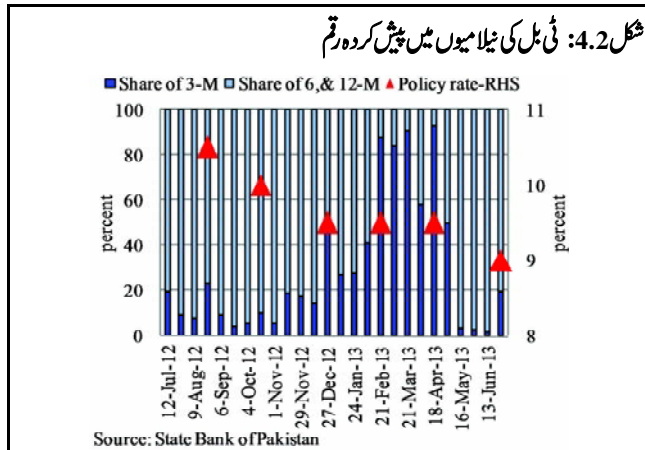
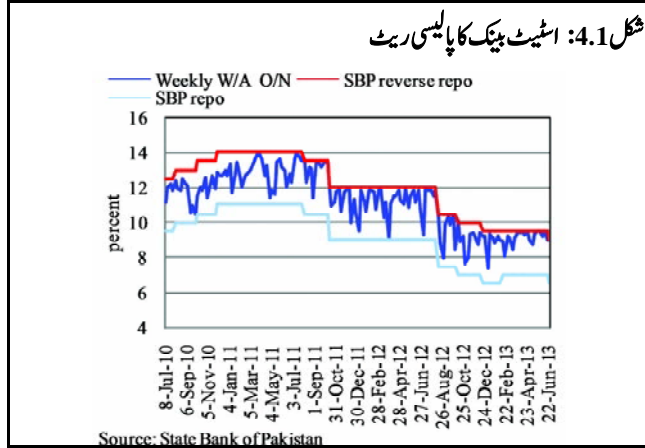
## 4 زری پالیسی اور گرائی

### 4.1 عمومی جائزہ

گرائی میں توقع سے زیادہ تخفیف نے اسٹیٹ بینک کو وہ موقع دیا جس کا انتظار تھا چنانچہ اس نے اقتصادی سرگرمی کو سہارا دینے کی خاطر مالی سال 13ء کے دوران شرح سود میں کمی کر دی۔ م س 13ء کے دوران عمومی صارف اشاریہ قیمت گرائی کم ہو کر 7.4 فیصد پر آگئی جو مالی سال 12ء میں 11 فیصد تھی جبکہ اسٹیٹ بینک اپنا پالیسی ریٹ جون 2013ء کے اختتام تک 300 پیس پوائنٹس کی (بحیثیت مجموعی) کمی سے 9 فیصد پر لے آیا۔<sup>1</sup> اس کے نتیجے میں پالیسی ریٹ م س 07ء کے بعد پہلی بار یک ہندی ہو گیا۔

م س 13ء کی پہلی ششماہی کے دوران زری نرمی زیادہ حاوی رہی، اس دوران پالیسی ریٹ 250 بی پی ایس کم کیا گیا۔ مالی سال کے آغاز پر اسٹیٹ بینک کے تجزیے کو دیکھتے ہوئے یہ صورت حال تعجب خیز معلوم ہوتی ہے، تجزیے میں اقتصادی منظر نامے کو لاحق کئی خطرات کا ذکر کیا گیا تھا، مثال کے طور پر ناکافی بیرونی رقم، متواتر سرکاری قرض گیری اور متوقع دو ہندی گرائی۔

تاہم پالیسی حالات تیزی سے بہتر ہو گئے۔ قدرتی گیس کے سرکاری نرخ کم کیے گئے، اور تیل اور غذائی اشیاء کی قیمتیں کم رہیں جس سے عمومی گرائی بھی تیزی سے کم ہوئی۔ نیز م س 13ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ ملنے سے بیرونی اور مالی کھاتوں دونوں کو سہارا ملا۔ ان تبدیلیوں سے اسٹیٹ بینک کو یہ اشارہ دینے کا موقع ملا کہ نجی شعبے کی سرگرمی کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگست میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 150 بی پی ایس کٹوتی کی گئی اور اکتوبر اور دسمبر 2012ء دونوں مہینوں میں 50 بی پی ایس کمی کی گئی (شکل 4.1)۔

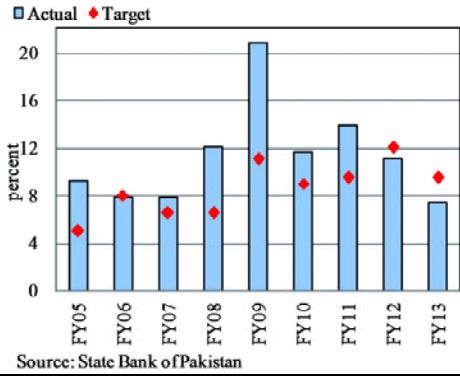


م س 13ء کی دوسری ششماہی کے دوران سرمایہ اور مالی کھاتوں میں بگاڑ (جس سے اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر گر گئے) اور بڑھتے ہوئے مالیاتی دباؤ سے اسٹیٹ بینک مزید محتاط ہو گیا۔<sup>2</sup> مزید برآں اسٹیٹ بینک نے گرائی کا دباؤ بڑھانے کا پہلے سے اندازہ لگا لیا تھا کیونکہ پاکستانی روپے کی قدر گری اور محصولات کی کمزور وصولی کی تلافی کے لیے حکومت نے بھاری قرض گیری کی چنانچہ اسٹیٹ بینک نے زری نرمی کا سلسلہ روک دیا اور فروری اور اپریل 2013ء کے اپنے پالیسی فیصلوں میں اس نے پالیسی ریٹ 9.5 فیصد پر برقرار رکھا۔

<sup>1</sup> یورپس ریپورٹ ہے جو شرح سود کے کوریڈر کے لیے بالائی حد کا کام کرتی ہے۔

<sup>2</sup> اس کے نتیجے میں بھاری میزانی خسارہ پورا کرنے کے لیے بینکوں پر اضافی دباؤ بھی پڑا۔

#### شکل 4.3: گرانے۔ اہداف بمقابلہ حقیقی



تاہم مرکزی بینک نے فروری 2013ء میں شرح سود کو ریڈور 50 بی پی ایس کم کرنے کا فیصلہ کیا، ایسا شرح سود کی تعمیر پذیری کو کم کرنے کی خاطر کیا گیا تھا تاہم مارکیٹ نے اسے زری سختی سے تعبیر کیا۔<sup>3</sup> یہ بات بعد کے مہینوں میں ہونے والی بنیادی نیلامیوں سے ظاہر ہوئی جن میں تین ماہی ٹی بلوں میں سرمایہ کاری کے لیے پیش کردہ رقم خاصی بڑھ گئی (شکل 4.2)۔<sup>4</sup>

مزید زری سختی کی توقعات مئی 2013ء کے جاتے جاتے ماند پڑ گئیں جب گرانے میں کمی آئی اور گرانے کی توقعات بھی کم ہوئیں۔ گرانے کی توقعات کے پس پردہ سبھی عوامل کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ایندھن کے نرخوں میں ردوبدل کا زیادہ اثر گھرانے قبول کرتے ہیں جبکہ فرمیں اپنے نرخ مقرر کرنے کے لیے شرح مبادلہ پر بھی نظر رکھتی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر مختلف اقتصادی عاملین مختلف نامیہ اسباب پر توجہ کرتے ہیں (خصوصی سیکشن 4.1)۔ چنانچہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال پیٹرولیم کے خوردہ نرخوں میں استحکام اور شرح مبادلہ میں نسبتاً کم تخفیف نے گرانے کا دباؤ گھٹانے میں مدد دی۔<sup>5</sup> مئی 2013ء کی حقیقی اوسط گرانے 7.4 فیصد رہی جو 9.5 فیصد کے ہدف سے خاصی کم ہے (شکل 4.3)۔<sup>6</sup>

جدول 4.1: بازار زر کے سودوں کے ذریعے روپے کے خالص ادخالات			
ارب روپے			
مئی 2013ء	مئی 2012ء	مئی 2011ء	
460.9	208.5	-4.1	بازار زر کے سودوں کی اوسط رقم
207.6	79.9	-92	بازار زر کے واجب الادا سودوں کا ختم مدت
66	75	97	بازار زر کے سودوں کی کل تعداد

ماخذ: بینک دولت پاکستان

گرانے میں کمی کی پورے سال کے دوران جاری رہی، پر امن سیاسی تبدیلی کی بنا پر کاروباری شعبے کے احساسات میں بھی مثبت تبدیلی آئی (جس سے نجی سرمائے کی قوم راغب ہو سکتی ہیں) چنانچہ اسٹیٹ بینک اقتصادی سرگرمیوں میں معاونت پر متوجہ رہا۔ اس تناظر میں اسٹیٹ بینک نے جون 2013ء میں اپنا پالیسی ریٹ مزید 50 بی پی ایس کمی سے 9 فیصد کر دیا۔

نرم زری پالیسی کے باوجود بازار زر میں روپے کی سیالیت کی صورت حال سارا سال تنگی میں رہی۔ اس کی بنیادی وجوہات تھیں: (الف) میزانیہ مالکاری اور اجناس کی خریداری، دونوں کے لیے کمرشل بینکوں سے حکومت کی بھاری قرض گیری، (ب) سرکاری شعبے کے اداروں کی جانب سے قرضے کی بھاری طلب، اور (ج) اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں جس سے منڈی میں سے روپے کی سیالیت کا نکاس ہوا۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت کا ادخال بڑھا دیا جس سے بازار زر کے سودوں کا اوسط حجم گزشتہ سال کی نسبت مئی 2013ء کے دوران دگنے سے بھی بڑھ گیا (جدول 4.1)۔<sup>7</sup>

اسٹیٹ بینک کے نزدیک یہ ادخال بازار مبادلہ اور بازار زر دونوں کی رواں کارکردگی یقینی بنانے، اور زری پالیسی فیصلوں کی خوردہ نرخوں تک ترسیل میں مدد دینے کے لیے ضروری تھے۔ کمرشل بینکوں نے اس قلیل مدتی سیالیت کو آگے حکومت کو قرضہ دینے میں جزو استعمال کیا۔ درحقیقت بینکوں نے تین ماہی ٹی بلوں کی قطع شرح سود بازار زر کے ایک ہفتے کے سودوں کی شرح سے متواتر بلند رہنے کا فائدہ اٹھایا (شکل 4.4)۔

3 اسٹیٹ بینک نے (مئی 2013ء کی دوسری ششماہی کے پہلے فیصلے) فروری 2013ء کے اپنے زری پالیسی اعلان میں اگرچہ پالیسی ریٹ جوں کا توں رکھا تاہم شرح سود کے کو ریڈور کو، چلی سٹیج بڑھا کر 300 بیس پوائنٹس سے 250 بیس پوائنٹس تک گھٹا دیا۔ اس تکنیکی ردوبدل کا اثر زری سختی جیسا ہی ہوا، کیونکہ شرح سود کے کو ریڈور کی درمیانی شرح 25 بی پی ایس بڑھ گئی۔

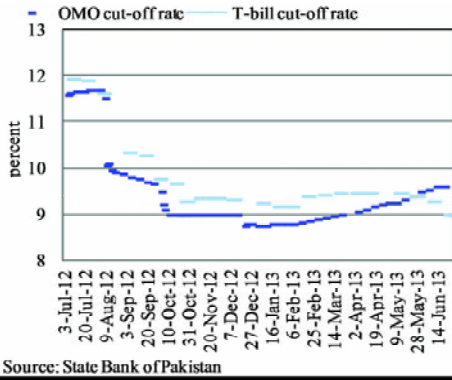
4 دیگر عوامل کے علاوہ ٹی ٹی ٹی کی نیلامیوں میں بولی کے رجحانات سے بھی قلیل مدتی شرح سود پر منڈی کی توقعات کا اظہار ہوتا ہے، اگر منڈی کو شرح سود گرنے کی توقع ہو تو نتیجتاً وہ طویل مدتی تسکات پر سرمایہ لگاتی ہے (تاکہ اپنے اثاثوں پر بلند منافع کو محفوظ بنائے)۔ اس کے برعکس منڈی کو مستقبل میں بلند شرح سود کی توقع ہو تو وہ قلیل مدتی عرصیتوں پر راغب ہوتی ہے (تاکہ وہ اپنے اثاثوں کی بہتر قیمت بلند تر شرح سود پر حاصل کر سکے)۔

5 سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران ایندھن کے نرخوں میں کمی نے گندم کی بلند سرکاری قیمتوں اور درآمدی گرانے کے اثرات کو زائل کر دیا۔

6 دوران سال متوقع گرانے اور حقیقی گرانے کے مابین وسیع فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں زری پالیسی پر عمل درآمد میں کتنی غیر یقینی پائی جاتی ہے۔

7 دلچسپ بات یہ ہے کہ سال کے دوران بازار زر کے سودوں کی جو تعداد مئی 2012ء میں 75 تھی وہ مئی 2013ء میں کم ہو کر 66 رہ گئی۔

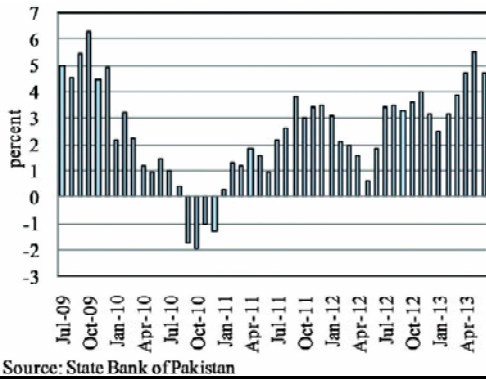
شکل 4.4: بازار زر کے سودوں کی قطع شرح سود اور تین ماہی ٹی بل



جب بازار زر کے سودوں پر قطع شرح سود رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوئی خصوصاً م س 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں، تو کمرشل بینکوں نے اس وقت کی شرح سود پر ٹی بل نیلامیوں میں اپنی رقوم کی پیشکش گھٹادی۔<sup>8</sup> پس حکومت م س 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں عرصیت پوری کرنے والے ٹی بلوں کا چونکہ اجرائے ثانی نہیں کر سکتی تھی چنانچہ مالکاری کا بوجھ براہ راست اسٹیٹ بینک پر آ گیا۔<sup>9</sup>

حکومت نے م س 13ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے بحیثیت مجموعی 506.9 ارب روپے قرضہ لیا جبکہ م س 12ء میں 505.3 ارب روپے لیے تھے۔ سہ ماہی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اتحادی سپورٹ فنڈ ملنے سے حکومت کو پہلی سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے اپنی قرض گیری محدود رکھنے میں مدد ملی جس کی بنا پر وہ اسٹیٹ بینک ایکٹ کے تحت عائد پابندی، یعنی سہ ماہی پر صرف قرض گیری کی حد کو پورا کر سکی۔<sup>10</sup> تاہم اگلی سہ ماہیوں میں حکومت یہ پابندی پوری نہ کر سکی۔

شکل 4.5: شرح قرض گاری بلحاظ گرانہ



سارا سال بازار زر کے سودوں کی صورت میں کافی مدد، اور اسٹیٹ بینک سے سرکاری قرض گیری (خصوصاً آخری سہ ماہی میں) کے نتیجے میں مرکزی بینک کے خالص ملک اثاثے 448 ارب روپے (یا سال بسال 29.7 فیصد) بڑھ گئے۔ دریں اثنا زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے باعث اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 261.1 ارب روپے کمی آئی۔ م س 13ء کے دوران بحیثیت مجموعی زربنیاد میں 15.8 فیصد اضافہ ہوا جو م س 12ء کے 11.3 فیصد اضافے سے خاصا زیادہ ہے۔

زربنیاد کی نمو کارہجان اپناتے ہوئے زروبیع کی رسد (زر2) بھی م س 13ء میں 15.9 فیصد بڑھی جبکہ م س 12ء میں یہ 14.1 فیصد تھی۔ غیر معمولی طور پر بلند سرکاری قرض گیری نے زر2 کی نمو میں اہم کردار ادا کیا۔ دوران سال اس میں 1,479.2 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ غیر سرکاری شعبے کو قرضے میں صرف 11.7 ارب روپے اضافہ ہوا۔

نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے میں واجبی نمو پالیسی سازوں کی بے اطمینانی کا سبب بنا ہوا ہے۔ تاہم ان اداروں میں سے اشیاء ساز شعبے کو قرضے م س 13ء کے دوران 4.2 فیصد بڑھے جبکہ م س 12ء میں نموصرف 0.3 فیصد رہی تھی، اس کا مطلب ہے کہ اشیاء سازی میں کچھ بحالی دیکھی جا رہی ہے۔ یہ خوش آئند ہے، اشیاء سازی کے شعبے کو اس وقت متعدد رکاوٹوں کا سامنا ہے مثال کے طور پر اضافی استعداد، بجلی کی قلت، سلاستی کے مسائل، اور اقتصادی پالیسیوں میں بار بار رد و بدل۔ اس کے علاوہ کاروباری اداروں کی حقیقی شرح قرض گاری 300 بی پی ایس کٹوتی کے باوجود م س 13ء کے دوران حقیقتاً بڑھ گئی (شکل 4.5)۔

## 4.2 زری مجموعوں میں رد و بدل

م س 13ء میں بھی بینکوں سے بھاری سرکاری قرض گیری کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ بیرونی کھاتوں میں بگاڑ بھی برقرار رہا۔ بینکوں کے خالص ملکی اثاثے م س 12ء کی طرح م س 13ء

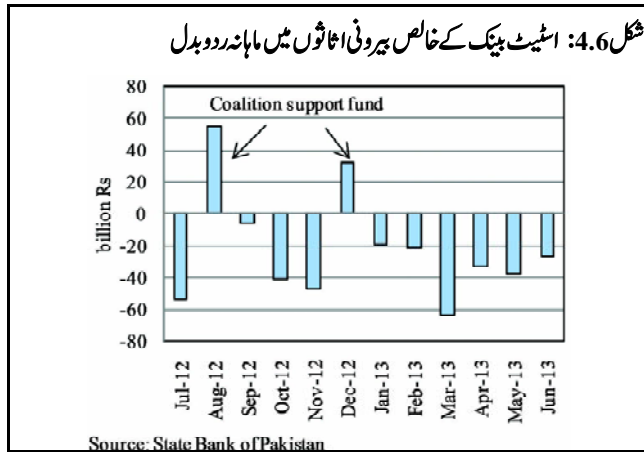
8 تفصیل کے لیے سرکاری قرض گیری پر مکتبہ 4.2.2 ملاحظہ کیجیے۔

9 م س 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں ٹی بل نیلامیوں میں حکومت نے 11,272.6 ارب روپے جمع کیے جبکہ عرصتیں 1,309.2 ارب روپے کی تھیں جس سے سہ ماہی کے دوران 36.6 ارب روپے کی کا پتہ چلتا ہے۔

10 ایس بی پی ایکٹ 1956ء کا سیکشن 9 سی (مارچ 2012ء میں ترمیم شدہ) وفاقی حکومت پر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری پر پابندی لگانے جس کے تحت ہر سہ ماہی کے اختتام پر خالص قرض گیری صفر ہونی چاہیے۔

میں بھی بڑھتے رہے اور ان میں 20 فیصد سے زائد نمو ہوئی۔ اس سے حکومت کو قوم کی مسلسل بھاری طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔ تاہم ان بڑھتے ہوئے خالص ملکی اثاثوں کے توسیعی اثرات بینکوں کے خالص بیرونی کھاتوں میں (کمزور بیرونی کھاتوں کی بنا پر) کمی سے جزوی طور پر زائل ہو گئے، جیسا کہ م س 12ء کے دوران ہوا تھا (جدول 4.2)۔

جدول 4.2: زری مجموعوں میں تبدیلیاں					
تبدیلی ارب روپے نمو فیصد					
اشاک میں سال بسال نمو		جولائی تا جون کے دوران اشاک میں مطلق تبدیلی			
م س 13ء	م س 12ء	م س 13ء	م س 12ء	م س 11ء	
15.9	14.1	1,216.0	946.6	918.0	زر سنج (زر) (الف + ب)
-49.5	-31.8	-263.3	-248.1	235.1	الف - خالص بیرونی اثاثے (i+ii)
-66.2	-35.8	-261.1	-219.9	235.4	(i) اسٹیٹ بینک
-1.6	-17.0	-2.2	-28.2	-0.3	(ii) جدولی بینک
20.8	20.2	1,479.3	1,194.7	682.9	ب - خالص ملکی اثاثے (i+ii)
29.7	45.3	447.9	469.3	48.6	(i) اسٹیٹ بینک
18.4	14.9	1,031.3	725.4	634.2	(ii) جدولی بینک
					جس میں
34.7	41.0	1,479.1	1,237.4	579.6	الف) حکومتی قرض گیری
38.1	46.1	1,446.5	1,198.3	590.2	اعانت میرانیہ کے لیے (i+ii)
29.7	42.1	506.9	505.3	-8.0	(i) اسٹیٹ بینک
44.9	49.5	939.6	692.9	598.2	(ii) جدولی بینک
7.2	9.7	31.6	38.6	-15.7	اجتاسی کارروائیاں
0.3	3.0	11.7	105.4	158.0	ب) غیر حکومتی شعبہ
-0.6	7.5	-19.0	235.2	121.3	نئی شعبے کو قرضہ
12.0	-33.7	30.9	-130.5	36.3	پنپس ایپز کو قرضہ
ماخذ: بینک دولت پاکستان					



#### 4.2.1 خالص بیرونی اثاثے

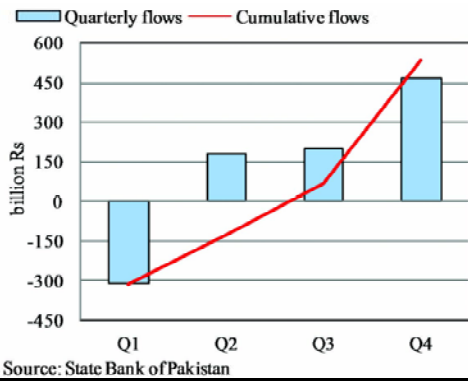
م س 13ء کے دوران پاکستان کے بیرونی توازن میں آنے والے بگاڑ کے نتیجے میں بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے 49.5 فیصد سکڑ گئے، م س 12ء کے دوران آنے والے 31.8 فیصد سکڑاؤ اس کے علاوہ ہے۔ چنانچہ زرسنج کی رسد میں خالص بیرونی اثاثوں کا حصہ گر کر م س 13ء کے اختتام تک صرف 3 فیصد رہ گیا ہے۔

بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کا تعلق اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ ذخائر گرنے سے جوڑا جاسکتا ہے۔ م س 13ء کے دوران اتحادی سپورٹ فنڈ کے 1.8 ارب ڈالر کی وصولی کو قرضوں کی واپسی (یہ آئی ایم ایف کو واپسی کے علاوہ ہے جس سے خالص بیرونی اثاثے متاثر نہیں ہوتے) سے پیدا ہونے

والے دباؤ، بازار مبادلہ میں اسٹیٹ بینک کی مداخلت، اور محدود مالی رقوم کی آمد نے گہنا دیا۔ شکل 4.6 سے واضح ہے کہ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی م س 13ء کی دوسری ششماہی میں زیادہ شدید تھی۔

م س 13ء میں کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں بھی کمی دیکھی گئی تاہم یہ صرف 2.2 ارب روپے تھی جبکہ م س 12ء میں 28.2 ارب روپے کمی ہوئی تھی۔ کمرشل بینکوں کے

شکل 4.7: ماس 13ء میں وفاقی حکومت کی اسٹیٹ بینک سے خالص قرض گیری



ذخائر میں کمی کو حد میں رکھنے کے لیے متعدد عوامل نے مدد دی مثلاً تجارتی مالکاری قرضوں کی خالص واپسی، اور غیر اقامتی بیرونی کرنسی کھاتوں میں کمی، حالانکہ تیل کی ادائیگیاں بڑھیں۔

#### 4.2.2 خالص ملکی اثاثے

بینکوں کے خالص ملکی اثاثے ماس 12ء میں 1,194.7 ارب روپے اضافے کے بعد ماس 13ء میں بھی تیزی سے 1,479.3 ارب روپے بڑھ گئے (جدول 4.2)۔ اس میں سے 1,031.3 ارب روپے کے اثاثے کمرشل بینکوں کے، اور بقیہ اسٹیٹ بینک کے تھے۔ ان وسائل کا سب سے بڑا استعمال کنندہ حکومت ہی تھی، نجی کاروباری اداروں کو قرضوں میں صرف 17.1 ارب روپے اضافہ ہوا۔<sup>11</sup>

میزانیہ مالکاری کے لیے سرکاری قرض گیری برقرار ماس 13ء کے دوران مسلسل مالیاتی دباؤ نے زری پالیسی کے طرز عمل، قلیل مدتی انتظام سیالیت، اور نجی کاروباری اداروں کے لیے رقوم کی دستیابی پر طاقتور اثرات ڈالے۔

ماس 13ء کے دوران حقیقی میزانیہ خسارہ جی ڈی پی کا 8 فیصد رہا جو کہ اپنے ہدف 4.7 سے بہت زیادہ ہے۔ یہ گزشتہ سال کی طرح ہے جب یہ خسارہ جی ڈی پی کے 8.5 فیصد (بشمول گردش قرضے کے تصفیے کے لیے یک بارگی ادائیگی کے) تک جا پہنچا تھا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی رقوم کے بیرونی ذرائع کمزور پڑ جانے کے سبب، اتنے بڑے خسارے کی مالکاری کا بوجھ ایک بار پھر ملکی ذرائع پر آ گیا ہے۔

نتیجتاً ماس 13ء کے دوران اعانت میزانیہ کے لیے سرکاری قرض گیری میں سال بسال 38.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ ماس 12ء میں 46.1 فیصد اضافہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ بینکوں سے سرکاری قرض گیری کے حجم میں محض دو سال کے اندر گنا اضافہ ہو گیا (جون 2011ء کے خاتمے پر 26 کھرب روپے تھے اور جون 2013ء کے خاتمے پر 52 کھرب روپے)۔ توقع کے عین مطابق، زرو سب (زر) کی رسد کے حجم میں اس کا حصہ بھی 38.9 فیصد سے اس عرصے کے دوران بڑھ کر 59.2 فیصد ہو گیا۔ حکومت پاکستان سے بینکوں کے اکتشاف میں یہ تیز رفتار اضافہ بڑے مضمرات رکھتا ہے:

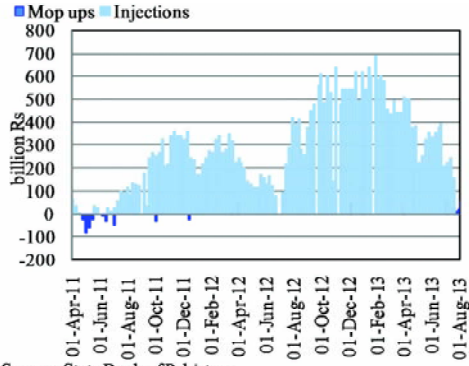
(الف) سہ ماہی قرض گیری پر حد کی خلاف ورزی: ماس 13ء کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے 506.9 ارب روپے قرضہ لیا جو صفر قرض گیری کے میزانی ہدف سے بہت زیادہ ہے۔ مرکزی بینک سے اتنے بھاری حجم کی مالکاری سے گرائی کے خدشات کو ہوا ملتی ہی ہے، یہ اسٹیٹ بینک ایکٹ 1956ء (ترمیم مارچ 2012ء) میں مقرر کردہ حد قرض گیری کی بھی خلاف ورزی ہے۔ ایکٹ کے تحت ہر سہ ماہی کے خاتمے پر اسٹیٹ بینک سے وفاقی حکومت کی خالص قرض گیری صفر ہونی چاہیے۔ شکل 4.7 سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفاقی حکومت نے اس حد کی پابندی دوران سال صرف پہلی سہ ماہی میں کی جب اسے اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقم ملی۔<sup>12</sup>

(ب) ضرر رساں مالی وساطت: بینکوں سے بھاری سرکاری قرض گیری کے کمرشل بینکوں کی بیلنس شیٹ پر گہرے اثرات پڑے۔ اب کمرشل بینکوں کے 37.2 فیصد اثاثے وفاقی حکومت کی تسکات میں سرمایہ کاری کا نتیجہ ہیں جبکہ جون 2011ء میں یہ سطح 26.5 فیصد تھی (شکل 4.8)۔ اگرچہ حکومت پاکستان کی تسکات سے بینکوں

11 غیر سرکاری شعبے (نجی شعبہ اور سرکاری ادارے) کو قرضے میں 11.7 ارب روپے معمولی اضافہ دیکھا گیا (خالص) میں 11.6 ارب روپے کی کمی سے زائل ہو گیا۔

12 اسٹیٹ بینک نے حکومت کو سہ ماہی حد کی خلاف ورزی سے مسلسل آگاہ کیا ہے۔

شکل 4.9: بازار زر کے سودے



Source: State Bank of Pakistan

کے اکتشاف میں اس اضافے سے ان کی مالی صحت پر اچھے اثرات مرتب ہوئے (کیونکہ سرکاری تمسکات میں سرمایہ کاری خطرات سے پاک ہے) تاہم اس طرح نئی شعبہ محروم رہ گیا ہے۔ درحقیقت بینکوں کے نزدیک بچت کنندگان اور نئی سرمایہ کاروں کے مابین رقوم کی وساطت کے لیے زیادہ ترغیب نہیں رہی۔<sup>13</sup>

(ج) پیچیدہ انتظام سیالیت: حکومت کی جانب سے قرضے کی طلب میں تیزی سے اضافے نے انتظام سیالیت کا اسٹیٹ بینک کا کام زیادہ مشکل بنا دیا۔ اسٹیٹ بینک کو منڈی کو سیالیت فراہم کرنے کے لیے سیالیت کا یکطرفہ ادخال بڑھانا پڑا، جیسا کہ شکل 4.9 میں دکھایا گیا ہے۔ مئی 13ء کے دوران بازار زر کے سودوں کا حجم 600 ارب روپے سے بڑھا لیکن جب بازار زر کے سودوں کی قطع شرح سود بڑھنے لگی، اور اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری سے منڈی میں سیالیت میں اضافہ ہوا تو حجم سال کی آخری سرمایہ میں کم ہو گیا۔

(د) انتظام قرضہ پر اثرات: سرکاری قرض گیری میں تیزی سے اضافے نے اگرچہ قرضے کے بوجھ میں خاصا اضافہ کر دیا ہے، تاہم قلیل مدتی (ایک سالہ عرصیت تک) ٹی بلوں پر توجہ سے پاکستان کے ملکی قرضے کی اوسط عرصیت گھٹ گئی ہے۔ اسٹیٹ بینک بارہا اس جانب اشارہ کر چکا ہے کہ اگر یہ رجحان برقرار رہا تو ملک قرضوں کے جال میں پھنس سکتا ہے (مزید تفصیل کے لیے دیکھئے ملکی اور بیرونی قرضہ پر باب 7)۔

#### اجناس کی خریداری

حکومت نے اجناس کی خریداری کے لیے بھی کمرشل بینکوں سے قرضے لیے۔ اس مد میں واجب الادا قرضے مئی 13ء کے اختتام تک 467.7 ارب روپے تک جا پہنچے جو دوران سال 31.6 ارب روپے اضافہ ظاہر کرتا ہے (شکل 4.10)۔ اس اضافے کا بڑا سبب شکر، کھاد، اور گندم کی خریداری کے لیے نئے قرضے ہیں (شکل 4.11)۔

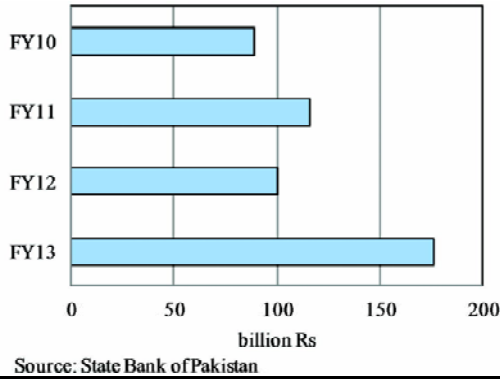
جہاں تک کھاد کا تعلق ہے تو قرضے کی طلب بڑھنا ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) کی جانب سے یوریا کی بھاری درآمد کی بنا پر تھا۔<sup>14</sup> اسی طرح شکر کے ملکی نرخوں کو

13 دیکھئے خصوصی سیکشن 3.1، معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی تیسری سرمایہ رپورٹ مئی 13ء۔

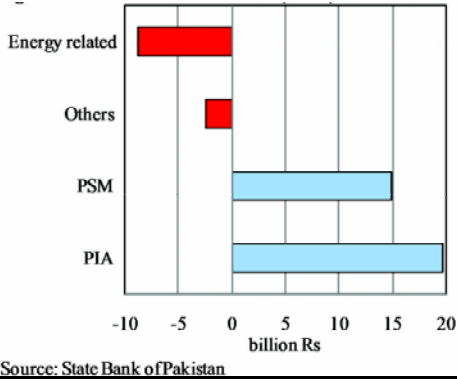
14 گیس کی مسلسل قلت کی بنا پر مئی 13ء کے دوران کھاد کی ملکی پیداوار میں 4 فیصد کمی واقع ہو گئی۔



شکل 4.12: اجناسی خریداریوں کے لیے واجب الادا زراعت (قابل وصول) کا حجم



شکل 4.13: ماس 13ء میں سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ (رقوم کا بھاؤ)



مستحکم رکھنے کے لیے حکومت کو شکر کی خریداری کے لیے مالکاری درکار تھی۔ توقع تھی کہ ان قرضوں کا واجب الادا حجم شکر کی فروخت کے بعد کم ہو جائے گا تاہم ایسا نہ ہوا، ٹی سی پی کو سال کی دوسری ششماہی میں اضافی شکر خریدنی پڑی۔

مس 13ء کے دوران گندم کی خریداری کے لیے قرضے جو مجموعی اجناسی قرضوں کا 77.7 فیصد ہیں، میں خالص نمو 8.5 ارب روپے ہوئی جبکہ مس 12ء میں 52.8 ارب روپے ہوئی تھی۔ حالیہ سست روی کا بڑا سبب دوران سال قرضوں کی بھاری واپسی تھی۔ اطلاعات کے مطابق پنجاب اور سندھ کے محکمہ خوراک نے اپنا اپنا گندم کا ذخیرہ خریداری کے نئے سیزن سے پہلے ہی ملکی منڈی میں تیزی سے استعمال کر لیا۔ اس کے علاوہ مس 13ء کے دوران گندم کی برآمد نے گندم کے قرضوں کی بھاری واپسی میں مدد دی۔ تاہم مس 12ء کے مقابلے میں مس 13ء کے دوران گندم کی خریداری کے لیے خام ادائیگیاں خاصی زائد رہیں۔

تاہم حالیہ برسوں کے دوران گندم کی خریداری کے واجب الادا قرضوں میں مسلسل اضافہ اہم مسئلہ بن چکا ہے۔ اجناس کی خرید و فروخت کی نوعیت چونکہ اس طرح کی ہے کہ اس میں سودا بینی ہوتا ہے اور خسارے کا امکان نہیں ہوتا اس لیے واجب الادا رقم تقریباً اتنی ہی ہونی چاہیے جس رقم کی گندم سرکاری ذخیروں میں موجود ہو۔<sup>15</sup> تاہم قابل وصولی رقم کے مسلسل اکٹھے ہونے سے سرکاری خریداری کے اداروں کی، رقم ادا کرنے کی استعداد متاثر ہوئی ہے۔ اس بات کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ مس 13ء کے دوران زراعت کی قابل وصولی رقم 176.1 ارب روپے تک جا پہنچی (شکل 4.12)،<sup>16</sup> جو کہ واجب الادا قرضوں کا 37.6 فیصد بنتی ہے۔ ذخائر میں گندم کے گلنے سڑنے، چوری اور کیڑوں مکوڑوں کی وجہ سے بھی مسائل موجود ہیں۔

زراعت کی بروقت ادائیگی سے نہ صرف شفافیت برقرار رہتی ہے بلکہ مجموعی میزانی فریم ورک میں سرکاری قرض گیری کی لاگت بھی کم ہو جاتی ہے۔ زراعت کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر خریداری کے سرکاری اداروں پر بھاری لاگت عائد ہو جاتی ہے کیونکہ اجناس کی خریداریوں کے لیے قرضے کا تخمینہ کا بنور سے زائد شرح سے لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بینکوں سے وفاقی حکومت ٹی بل کی شرح پر قرضہ لیتی ہے جو کہ ہمیشہ کا بنور سے کم ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت اجناس کی خرید و فروخت کے لیے مہنگی قرض گیری کے بجائے سستی ٹی بل کا راستہ اختیار کر سکتی ہے۔

#### سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضے میں اضافہ

سرکاری شعبے کے ادارے پہلے سے قلیل مالیاتی وسائل کے مسلسل ضیاع کا سبب بننے کے علاوہ بینکوں سے بھی قرض گیری کرتے رہے۔ مس 13ء کے اختتام تک ان اداروں کے قرضے 288.1 ارب روپے تک جا پہنچے جو مس 12ء کے 181.4 ارب روپے کے مقابلے میں 30.9 ارب روپے اضافہ ظاہر کرتا ہے۔<sup>17</sup>

پی آئی اے اور اسٹیل مل کی قرض کی طلب کے آگے قرضوں کی وہ واپسی ماند پڑ گئی جو توانائی کے سرکاری اداروں مثلاً سوئی سدرن گیس اور اوپڈا نے دوران سال کی (شکل 4.13)۔

<sup>15</sup> اس میں صوبائی محکمہ ہائے خوراک، ٹی سی پی اور پاکستان ایگریکلچر اسٹوریج اینڈ سروسز کارپوریشن (پاسکو) شامل ہے۔

<sup>16</sup> واضح رہے کہ واجب الادا زراعت کی بروقتی ہوئی رقم کم کرنے کے لیے مس 12ء میں حکومت نے خریداری کرنے والے اداروں کو 78 ارب روپے ادا کیے۔

<sup>17</sup> اس میں 312 ارب روپے کا ایک بارگی تصفیہ شامل نہیں ہے، جس میں سرکاری اداروں کا قرضہ حکومت کو منتقل کر دیا گیا تھا۔ یہ رد بدل شامل کرنے سے مس 12ء میں سرکاری اداروں کو قرضے میں 130.5 ارب روپے کمی ہو گئی۔

☆ اسٹیل مل نے اپنے آپریشنز جاری رکھنے کے لیے کمرشل بینکوں سے نئے قرضے طلب کیے۔ اس ادارے میں استعداد کا استعمال پست ترین سطح کو چھو رہا ہے اور ادارہ اس قدر مالی مشکلات کا شکار ہے کہ اپنے ملازمین کو تنخواہ ادا نہیں کر پا رہا اور خام مال خرید نہیں پا رہا۔ اسٹیل ملز کی انتظامیہ حکومت پاکستان سے نیل آؤٹ پیکیج کی طلبگار ہے تاکہ اس کے ذریعے اپنی مالی صورت حال اور آپریشنز کو بہتر بنا سکے۔

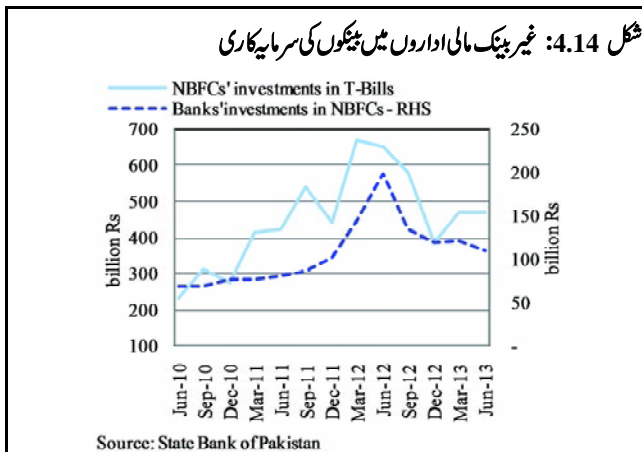
☆ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) نے جاری سرمائے کی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ابتدا میں بینکوں سے 13.3 ارب روپے قرضہ لیا، اور م 13ء کے خاتمے تک اس نے یہ قرضہ ادا کر دیا۔

☆ پی آئی اے نے بھی اپنے بعض بیرونی قرضہ جات کی ادائیگی کے لیے بینکوں سے قرضہ لیا۔

☆ م 13ء کے دوران جن دیگر سرکاری اداروں نے نئے قرضے حاصل کیے وہ توانائی کے شعبے سے وابستہ ہیں۔ گردشی قرضے کے مسئلے کی بنا پر ان اداروں کو قرضوں کی آمد میں مشکلات کا سامنا ہے چنانچہ انہیں قرضے کی طلب محسوس ہوئی تاہم توانائی کے شعبے کو اپنا اکتشاف بڑھانے کے معاملے میں بہت سے بینک متذبذب رہے۔ جون 2013ء میں گردشی قرضے کی ادائیگی کے حکومتی فیصلے سے توانائی کا شعبہ اپنے بینک قرضے ادا کرنے کے قابل ہوا۔

جدول 4.3: نجی شعبے کو قرضے میں تبدیلی										
ارب روپے										
م 13ء					م 12ء					
مجموعی	کھلی سرمایہ	دوسری سرمایہ	تیسری سرمایہ	چوتھی سرمایہ	مجموعی	کھلی سرمایہ	دوسری سرمایہ	تیسری سرمایہ	چوتھی سرمایہ	
-88.7	282.2	7.0	34.7	235.2	-84.9	189.5	35.2	-158.8	-19.0	جولائی تا جون
-95.3	181.3	-43.2	-24.6	18.3	-39.6	186.1	18.6	-148.0	17.1	جولائی تا جون
2.9	9	-4.4	-12.3	-4.8	-1.1	12.3	4.4	3.3	18.9	جولائی تا جون
-4.5	-2.8	-1.2	-4.3	-12.9	-1.8	8.4	1.9	6.5	15.0	جولائی تا جون
6.3	18	41.7	55.1	121.0	-65.7	-12.6	2	-9.3	-85.6	جولائی تا جون

ماخذ: بینک دولت پاکستان

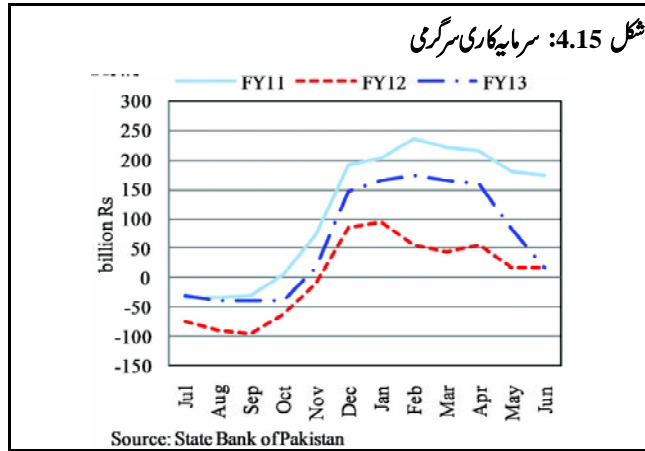


#### 4.3 نجی شعبے کو قرضے

سازگار زرعی پالیسی کے باوجود م 13ء میں نجی شعبے کو مجموعی قرضہ (سی پی ایس) 19 ارب روپے واپسی پر منتج ہوا جبکہ م 12ء میں ان قرضوں میں 235.2 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 4.3)۔ تفصیلی غور و خوض سے پتہ چلتا ہے کہ اس قدر تضاد کے اسباب یہ تھے کہ میوچل فنڈز میں سرمایہ کاری پر ٹیکس ترجیحات واپس لے لی گئی تھیں، اور گردشی قرضے کے جزوی تصفیے کے بعد توانائی سے متعلق قرضے بڑی تعداد میں واپس کیے گئے۔ اشیاء سازی کے شعبے، جن کا کاروبار باری سرگرمیوں کے ساتھ زیادہ قریبی تعلق ہے، کو قرضے م 13ء کے دوران 58.9 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ م 12ء میں 4.5 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔

غیر بینک مالی کارپوریشنوں کو قرضہ: غیر سرکاری شعبے کے واجب الادا قرضے میں غیر بینک مالی کارپوریشنوں کو بینکوں کی قرض گاری کا حصہ کم ہے، اس کے باوجود یہ قرضے نجی شعبے کے مجموعی قرضے پر گہرا اثر ڈالتے ہیں (جدول 4.3)۔ 18 غیر بینک مالی اداروں کو قرضے میں م 12ء کے دوران 121 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا تاہم م 13ء کے دوران ان 18 حالیہ برسوں میں غیر بینک مالی کارپوریشنوں کو بینکوں کا قرضہ (دوسالہ اوسط کی بنیاد پر) غیر سرکاری شعبے کو واجب الادا قرض کے صرف 6 فیصد سے بھی کم ہے۔





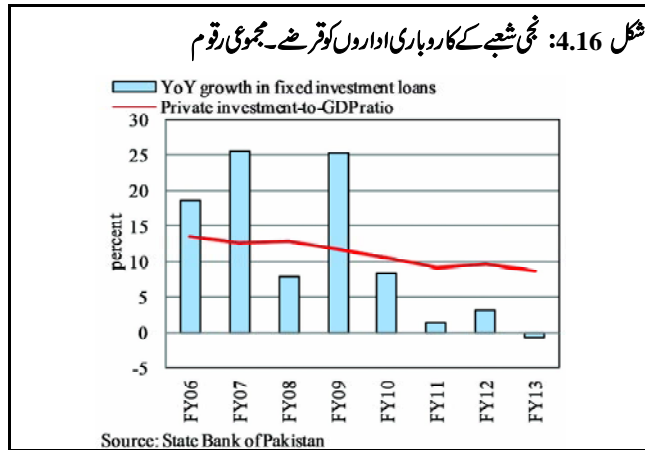
میں 85.6 ارب روپے کی خالص کمی واقع ہو گئی۔ اس کمی کی بڑی وجہ حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ میوچل فنڈز میں سرمایہ کاری پر ٹیکس ترغیبات بتدریج واپس لے لی جائیں گی۔<sup>19</sup> چنانچہ مئی 13ء کے دوران نہ صرف غیر بینک مالی کارپوریشنوں میں بینکوں کی سرمایہ کاری کم ہو گئی بلکہ سرکاری تمسکات (مثلاً ٹی بل) میں غیر بینک مالی کارپوریشنوں کی سرمایہ کاری میں بھی 180.6 ارب روپے کی آگئی (شکل 4.14)۔

نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ: مئی 13ء کے دوران نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے میں صرف 0.7 فیصد نمو ہوئی جو کہ مئی 12ء جیسی ہی حالت ہے جب ان میں صرف 0.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ان اعداد و شمار سے مفہوم اخذ کرنے میں احتیاط ملحوظ رکھی جائے کیونکہ گردش قرضے کے تصفیے کے اثرات بھی ان میں جھلک سکتے ہیں۔ شعبہ توانائی کے قرضوں کی، بالخصوص مئی 13ء کی چوتھی سہ ماہی میں واپسی کے باعث نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو مجموعی قرضے لیکھت کم ہو گئے (شکل 4.15)۔ تاہم بڑے پیمانے کی اشیا سازی (جس میں شعبہ توانائی شامل نہیں) کو قرضے مئی 13ء کے دوران 4.2 فیصد بڑھے جو مئی 12ء میں 0.3 فیصد بڑھے تھے۔

**جدول 4.4: تجارتی مالکاری کے تحت قرضوں کا بھاء**

ارب روپے	مئی 13ء	مئی 12ء	مئی 11ء
ای ایف ایس	3.7	-23.9	10.7
ای ایف ایس کے علاوہ	10.6	4.1	16.3
درآمدی مالکاری	5.9	-8.1	29.7
کل	20.2	-27.9	56.7

ماخذ: بینک دولت پاکستان



مالکاری کی انواع کے اعتبار سے قرضوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ عرصے کے دوران نجی کاروباری اداروں کو معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں 0.1 فیصد کمی آئی جبکہ مئی 12ء میں 3 فیصد اضافہ ہوا تھا (شکل 4.16)۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے برعکس تجارتی قرضوں میں مئی 13ء کے دوران 20.2 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ مئی 12ء میں 27.9 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی تھی (جدول 4.4)۔ مئی 12ء کے دوران قرضوں کی خالص واپسی کی بڑی وجہ برآمدی مالکاری اسکیم کے قرضوں کے لیے کوئی تھی جبکہ مئی 13ء میں تجارتی قرضے بڑھنے کا اہم سبب نسبتاً بلند تجارتی حجم ہے۔ تجارتی قرضوں کی شعبہ وار تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل سب سے بڑا وصول کنندہ ہے، اس نے مئی 13ء کے دوران تقریباً تین چوتھائی رعایتی قرض گاری (ای ایف ایس)

حاصل کی۔ برآمدی مالکاری اسکیم کے قرضے بڑھنے کے بنیادی عوامل دوران سال پہلی ششماہی میں ای ایف ایس کی شرح میں 150 بیس پوائنٹس کوٹی اور بحیثیت مجموعی برآمدات کا بڑھنا ہے۔<sup>20</sup>

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے دوران سال ان رکاوٹوں کے باوجود نجی کاروباری قرضوں میں بہتری حوصلہ افزا ہے: حقیقی شرح سود میں اضافہ، قیمت سے قطع نظر رکاوٹوں (مثلاً توانائی،

<sup>19</sup> مئی 13ء کے وفاقی میزائے میں حکومت نے ”منی مارکیٹ فنڈز“ اور ”انکم فنڈز“ سے موصول منافع منظمہ پر ٹیکس کی شرح بڑھا کر 25 فیصد کردی جو مئی 12ء میں 10 فیصد تھی۔ یہ شرح مئی 14ء میں مزید بڑھا کر 35 فیصد کردی جائے گی جس سے یہ بینکوں پر ٹیکس کی شرح یعنی 35 فیصد کے برابر آ جائے گی۔

<sup>20</sup> مئی 13ء میں مجموعی برآمدات 2,402.3 ارب روپے ہوئیں جبکہ مئی 12ء میں 2,206.1 ارب روپے تھیں۔

جدول 4.5: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضوں میں خالص تبدیلی									
ارب روپے									
مجموعی قرضے		تجاری مالکاری		جاری سرمایہ		مجموعی سرمایہ کاری			
م13ء میں	م12ء میں	م13ء میں	م12ء میں	م13ء میں	م12ء میں	م13ء میں	م12ء میں		
58.7	4.5	58.9	-16.2	24.6	7.0	25.2	13.7	9.2	الف) اشیا سازی
12.8	15.1	26.5	7.6	8.6	3.0	3.5	4.5	14.4	غذائی مصنوعات و مشروبات
5.2	-1.2	12.5	2.5	4.2	0.4	-0.7	-4.0	9.0	شکر
0.7	-1.9	-2.0	-2.0	2.0	-3.3	-1.3	3.4	-2.8	مشروبات
20.9	-23.7	23.9	-18.5	9.7	-11.8	9.0	6.7	5.1	ٹیکسٹائل
8.7	-10.7	-4.1	-5.1	-3.6	-8.9	0.7	3.2	-1.2	اسپننگ
3.6	-7.1	4.7	-2.0	3.9	-6.8	1.1	1.7	-0.2	ویونگ
3.4	0.6	7.0	-0.6	-1.6	1.2	2.1	0.1	6.5	فیشنگ
2.0	-4.5	6.9	-6.3	2.2	0.2	4.6	1.6	0.1	تیار ٹیکسٹائل اشیا
1.2	-1.5	5.6	-1.0	0.3	-1.4	5.4	0.9	-0.1	کاغذ اور تہ
4.0	8.9	0.1	2.8	-0.9	3.7	3.5	2.3	-2.6	کھادیں
1.0	2.0	7.7	0.7	1.4	1.0	3.7	0.3	2.7	ریز اور پلاسٹک
2.2	-20.7	-9.5	-5.8	-4.7	-9.6	2.9	-5.3	-7.7	سینٹ
1.9	0.9	6.1	-0.1	2.5	1.7	0.2	-0.7	3.4	بجلی کی تقسیم اور کنٹرول کے آلات
9.3	8.7	-49.2	-5.4	0.8	11.5	-27.8	2.6	-22.2	ب) بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی
3.6	5.2	-21.4	1.5	-1.5	-3.6	1.4	7.4	-21.3	ج) نقل و حمل، ذخیرہ کاری و مواصلات
2.1	-5.5	-22.9	0.1	0.0	-2.2	1.1	-3.4	-24.0	ٹیلی مواصلات
ماخذ: بینک دولت پاکستان									

بدامنی، کمزور بیرونی طلب، اور اضافی استعداد) کا تسلسل، اور بینکوں سے حکومت کی بھاری قرض گیری جس نے قابل قرض رقوم کی نجی شعبے کو رسد سے محروم کر دیا۔<sup>21</sup>

قرض گيروں کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ شعبوں سے مخصوص عوامل بھی دوران سال قرض گاری پر اثر انداز ہوتے رہے۔

غذائی اشیا و مشروبات: م13ء کے دوران غذا اور مشروبات کے شعبے میں طاقتور نمو، ہم ترین مثبت تبدیلیوں میں سے ایک تھی۔ اس شعبے کے قرضوں میں دوران سال 26.5 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ م12ء میں 15.1 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (جدول 4.5)۔ زیر جائزہ عرصے کے دوران شکر کے شعبے کی قرضے کی ضروریات میں دواسباب سے مزید اضافہ ہو گیا: ایک، گنے کی عمدہ فصل،<sup>22</sup> دوسرے، شکر کی برآمدات پر بار برداری زراعت کی تاخیر سے ادائیگی۔<sup>23</sup> اسی طرح بہت سی کمپنیوں نے استعداد بڑھانے اور متبادل توانائی کے انتظامات میں سرمایہ کاری کی غرض سے معینہ سرمایہ کاری قرضے لیے۔<sup>24</sup> تاہم ایک مشروب ساز ادارے نے قرضے کی معقول واپسی سے معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں ہونے والی نموکو جزوی طور پر زائل کر دیا، اس ادارے نے بڑھتی ہوئی ملکی طلب پوری کرنے کی کوشش میں بوتل بنانے کے تین نئے کارخانوں کی تعمیر کے لیے قرضہ لیا تھا۔

ٹیکسٹائل شعبہ: دوران سال ٹیکسٹائل شعبے کو بھی قرضوں میں نمایاں اضافہ ہوا (جدول 4.5)۔ چین میں سوتی دھاگے اور کپڑے کی مستحکم طلب سے اس شعبے نے فائدہ اٹھایا۔<sup>25</sup> اس شعبے کے لیے مثبت امکانات روشن ہیں، چین میں بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت کی بنا پر بڑے خوردہ فروش جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں میں زائد پیداواری استعداد کی تلاش میں

21 تفصیلی بحث کے لیے دیکھئے م13ء کی تیسری سرمایہ رپورٹ میں خصوصی یکم 3.1 'بالا دست قرض گیر (حکومت) کے ساتھ معاشی تحریکات'۔

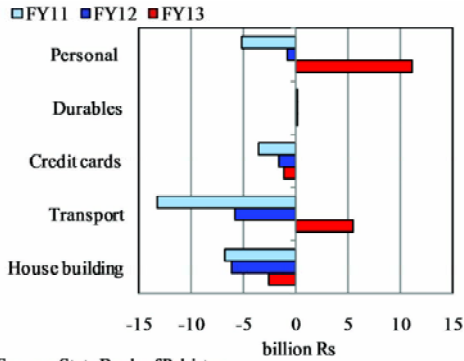
22 م13ء میں گنے کی حقیقی پیداوار 62.5 ملین ٹن رہی جبکہ ہدف 59 ملین ٹن تھا (دیکھئے باب 2)۔

23 م13ء کے دوران 1,061.5 ہزار میٹرک ٹن شکر برآمد کی گئی جبکہ گزشتہ سال 49.2 ہزار میٹرک ٹن کی گئی تھی۔

24 شکر کے شعبے نے باگاس (bagasse) اور باپو ماس کو بطور ایندھن استعمال کر کے بجلی کی پیداوار میں خود انحصاری حاصل کرنے کی غرض سے قرضے لیے۔

25 سوتی دھاگے کی برآمد م13ء میں 737.4 ہزار میٹرک ٹن تک جا پہنچی جبکہ م12ء میں 575.8 ہزار میٹرک ٹن تھی۔ بین الاقوامی منڈی میں پاکستانی دھاگہ سستا ہے، دوسرے ہانگ کانگ اور یورپی یونین کے ساتھ ساتھ چین بھی اہم خریدار کے طور پر ابھرا ہے، ان دونوں عوامل نے ٹیکسٹائل شعبے کی برآمدات کو سہارا دیا۔

شکل 4.17: صارفنی قرضے



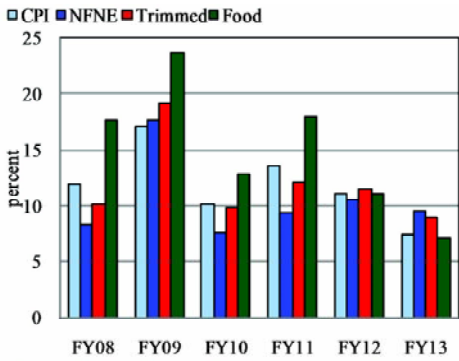
Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.18: صارفنی مالکاری



Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.19: سالانہ اوسط گرانہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

سرگرواں ہیں۔<sup>26</sup> ٹیکسٹائل شعبے کو قرض گاری بڑھنے کا ایک سبب عالمی عوام لان کی طلب میں اضافہ ہوا ہے۔ نیز، بعض ٹیکسٹائل ادارے توانائی کی قلت پر قابو پانے کی غرض سے توانائی کے متبادل ذرائع پر سرمایہ لگانے کے لیے بھی قرض گیری کر رہے ہیں۔

کھداد کا شعبہ: م13ء کے دوران کھداد کے شعبے کو جاری سرمائے کے قرضے کم ہوتی ہوئی پیداوار کی طرح گر گئے۔ کھداد سازی کے اہم جز، گیس کی رسد بے قاعدہ رہی جبکہ درآ مد شدہ پوریا دستیاب تھی چنانچہ دوران سال یوریا کی پیداوار بری طرح متاثر ہوئی۔ دوران سال 2.6 ارب روپے کے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی بھی خالص ادائیگی کی گئی جبکہ م12ء میں 2.3 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ تقریباً تمام بڑی فرمیں طویل مدتی قرضہ واپس کرنے میں مصروف ہیں۔

سیمنٹ کا شعبہ: اس شعبے میں بھی قرضوں کی بھاری واپسی دیکھی گئی ہے۔ اس شعبے کے بینکوں سے قرضے نہ لینے کے ممکنہ اسباب یہ ہیں: ملک میں عمدہ اور مستحکم نمو کی بنا پر بہتر مالی صورت حال،<sup>27</sup> کوئلے کی گرتی ہوئی بین الاقوامی قیمتیں،<sup>28</sup> اور بلند ملکی نرخ۔

بجلی، گیس اور آبی رسد: گردش قرضوں کی بنا پر توانائی کے اداروں کو قرضے کے رجحانات میں حالیہ برسوں کے دوران نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو قرضے میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آئی تاہم بجلی ساز اور گیس کی رسد کے اداروں کو قرضے میں یہ رد و بدل ہوا کہ م13ء کے دوران انہوں نے 49.2 ارب روپے کی خالص ادائیگی کی جبکہ م12ء کے دوران 8.7 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ ماہانہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساری کی ساری ادائیگی م13ء کے آخری ماہ میں کی گئی جب حکومت نے بیشتر گردش قرضے کا تصفیہ کیا تھا۔<sup>29</sup>

گھریلو شعبے کو قرضے: خالص ادائیگی کا طویل دور گزر جانے کے بعد صارفنی مالکاری میں بالآخر م13ء میں کچھ اضافہ دیکھا گیا (شکل 4.17 اور

4.18)۔ بیشتر صارفنی قرضے ذاتی قرضوں اور کار مالکاری کی مد میں لیے گئے، دیگر زمرے ادائیگی کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔

26 دی اکنامسٹ، 10 مارچ 2012ء "The End of Cheap China"۔ آن لائن: <http://www.economist.com/node/21549956>

27 زیر جائزہ عرصے میں نی ایس ڈی پی میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں، ہنٹولی شواہد سے کارکنوں کی بھاری ترسیلات کی بنا پر نجی تعمیرات کی بلند طلب کا پتہ چلتا ہے۔

28 سینٹ سازی کے لیے کوئلہ اہم خام مال ہے۔ کوئلے کے نرخ گرنے سے منافع اور سینٹ ساز اداروں کی رقم کا بہاؤ بڑھ گیا۔

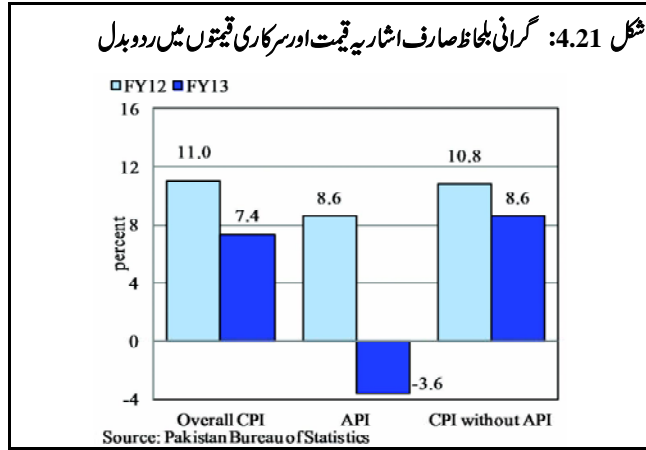
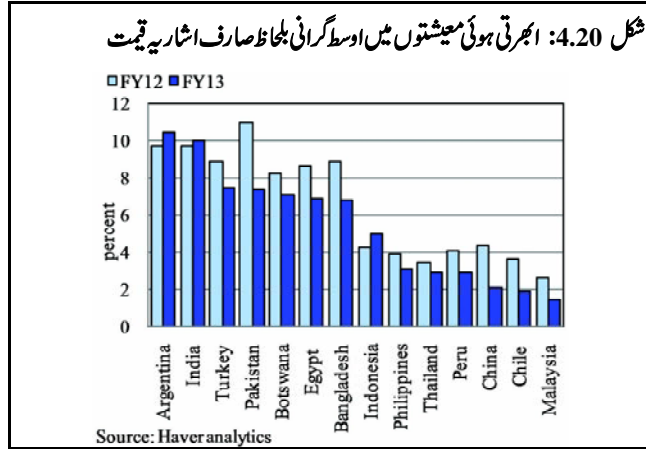
29 بجلی، گیس اور آب رسانی کے اداروں کو قرضوں میں خالص اضافہ جولائی تا مئی م13ء کے دوران 16.3 ارب روپے ہوا۔

#### 4.4 گرانے

م س 13ء کے تمام مہینوں میں صارف اشاریہ قیمت گرانے ایک ہندی رہی، یوں پاکستان دو ہندی گرانے کے طویل ترین دورانیے سے بالآخر نکل آیا (شکل 4.19)۔<sup>30</sup> سال کے دوران گرانے کا دباؤ بڑی حد تک کم ہوا، عمومی صارف اشاریہ قیمت گرانے جو م س 12ء میں 11 فیصد تھی م س 13ء میں گر کر 7.4 فیصد رہ گئی جو کہ ہدف 9.5 فیصد سے خاصی کم ہے۔

گرانے میں تخفیف کا ایک سبب بنیادی اجناس کے نرخوں میں عالمی سطح پر ہونے والی کمی بھی ہے۔<sup>31</sup> ابھرتی ہوئی اکثر معیشتوں میں کم گرانے دکھائی دینا حیرت انگیز نہیں ہے تاہم پاکستان میں آنے والی کمی زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے (شکل 4.20)، اور اس کا تعلق سرکاری نرخوں، خصوصاً گیس کے نرخوں اور سی این جی کے چار جز میں تیزی کے ساتھ ہونے والی کمی سے جوڑا جاسکتا ہے۔ سرکاری نرخوں میں اس کمی نے گرانے کی توقعات کو گھٹانے میں بھی اہم کردار ادا کیا اور آخر کار گرانے میں وسیع البیاد کمی کا باعث بنی۔ چنانچہ م س 13ء کی صارف اشاریہ قیمت گرانے سرکاری نرخوں کو منہا کر دینے کے بعد بھی 8.6 فیصد رہی جو کہ سالانہ ہدف سے پھر بھی کم ہے (شکل 4.21)۔<sup>32</sup>

پاکستان میں گرانے کے دباؤ میں کمی لانے والے دیگر عوامل یہ ہیں: خوراک کی رسد میں کوئی دھچکا نہیں آیا جس سے غذائی گرانے کو محدود رکھنے میں مدد ملی، اور م س 12ء کی نسبت زیر جائزہ عرصے کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کم گراؤ، جس سے درآمدی مصنوعات کے نرخ مستحکم رہے۔



نرخوں کے کمزور دباؤ کے پیش نظر گرانے کو مستقبل قریب میں موجودہ سطح پر برقرار رکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ حکومت نے م س 14ء کے لیے 12 ماہی حرکت پذیر اوسط گرانے کا ہدف اگرچہ 8 فیصد مقرر کر دیا ہے تاہم ہمارا خیال یہی ہے کہ حقیقی گرانے خاصی زیادہ ہوگی۔ اس کی وجوہات معقول ہیں: م س 14ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قدر تقریباً 8 فیصد گر چکی ہے، زیادہ بجلی استعمال کرنے والوں کے لیے بجلی کے نرخ تیزی سے بڑھ چکے ہیں، جنوری 2014ء میں گیس کے نرخ بھی اسی طرح بڑھنے کی توقع ہے، پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کئی مرتبہ بڑھائی جا چکی ہیں، اور جی ایس ٹی کی شرح اور اس کا دائرہ بڑھا دیا گیا ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے سیکشن 4.3.2)۔ چنانچہ م س 14ء کے دوران گرانے 10.5 سے 11.5 فیصد تک رہنے کی ہمیں توقع ہے۔ زراعت میں کمی لانے کی ضرورت کے پیش نظر قیمتوں میں اضافہ عین متوقع ہے۔

#### 4.4.1 گرانے کے رجحانات

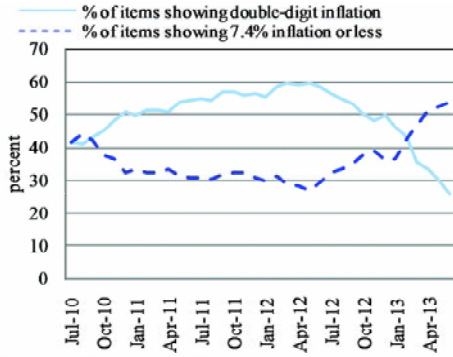
م س 13ء کے دوران گرانے میں کمی وسیع البیاد تھی، گزشتہ سے پیوستہ سال کے مقابلے میں زیر جائزہ مدت کے دوران صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے 12 میں سے 8 گروپوں میں

30 صارف اشاریہ قیمت گرانے مسلسل پانچ سال یعنی م س 08ء سے م س 12ء تک دو ہندی رہی۔

31 آئی ایم ایف کا تیار کردہ اجناس اشاریہ قیمت (commodity price index) م س 13ء کے دوران اوسطاً 3.3 فیصد کم ہوا جبکہ گزشتہ برس 7.1 فیصد بڑھا تھا۔

32 'سرکاری اشاریہ قیمت' (administered price index) میں ان اشیاء کی قیمتیں شامل کی جاتی ہیں جن کے نرخ حکومت مقرر کرتی ہے۔ ان اشیاء میں اہم ترین یہ ہیں: گندم، شکر، بجلی، پیٹرول، ڈیزل، سی این جی، ایل پی جی، اور قدرتی گیس (تفصیل کے لیے دیکھئے اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ م س 13ء میں باکس 3.1)۔

شکل 4.22: گرانہ کا پھیلاؤ

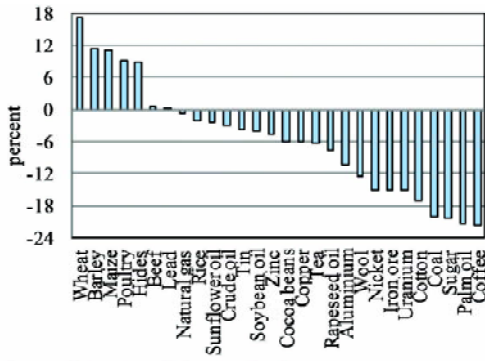


Source: Pakistan Bureau of Statistics

گرانہ کم دیکھی گئی۔<sup>33</sup> زیادہ اہم بات یہ ہے کہ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے جن اجزاء کی قیمتوں میں (7.4 فیصد عمومی گرانہ کے مساوی [یا اس سے کم]) اضافہ ہوا ان کی تعداد سارا سال بڑھتی رہی (شکل 4.22)۔ گرانہ میں عام اور زبردست کمی کا سبب توانائی کے اہم نرخوں میں کمی، اور ملکی قیمتوں میں استحکام تھا جس کے اثرات صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں اشیاء اور خدمات کے بڑے وسیع دائرے تک پہنچے۔ بعض صارف مصنوعات کی قیمتیں اس رجحان سے مستثنیٰ رہیں اور ان میں دوران سال دو ہندسی گرانہ ہوتی رہی۔<sup>34</sup>

میں 13ء کے دوران اجناس کے عالمی نرخوں میں کمی سے دراصل طلب کی کمزوری، اور غیر یقینی اقتصادی صورت حال کا اظہار ہوا۔ اکثر اجناس کے بین الاقوامی نرخ، ماسوائے چند غذائی اشیاء کے، دوران سال گر گئے، زیادہ تر ازانی ربڑ، شکر، پام آئل اور صنعتی دھاتوں کی قیمتوں میں دیکھی گئی (شکل 4.23)۔ اس رجحان کے باعث ملکی قیمتوں میں استحکام آیا کیونکہ ہمارے واسطی اور حتی صرف کا نمایاں حصہ درآمدی مصنوعات پر مشتمل ہوتا ہے۔<sup>35</sup> عالمی قیمتوں کے اثرات دیگر اجناس کے مقابلے میں ملکی غذائی اشیاء پر زیادہ نمایاں رہے (شکل 4.24)۔ نیز، میں 13ء کے دوران سیلاب زیادہ نقصانات کا باعث نہیں بنا جیسا کہ گذشتہ برسوں میں ہوا تھا۔

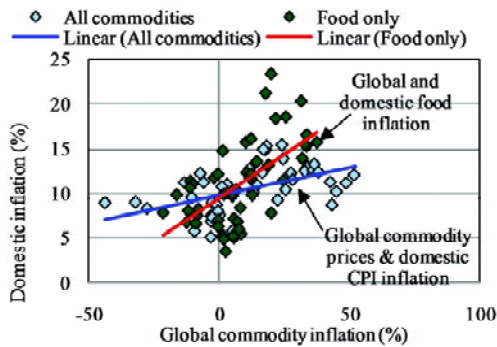
شکل 4.23: میں 13ء میں اہم اجناس کے عالمی نرخوں میں اوسط ردوبدل



Source: International Monetary Fund

اسی طرح پاکستانی روپے کی قدر میں ردوبدل نے بھی گرانہ کے دباؤ میں کردار ادا کیا۔ درآمد شدہ تیار مصنوعات کی روپے میں قیمت کے علاوہ شرح مبادلہ بھی اشیاء سازی کی لاگت پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ ان میں درآمدی خام مواد استعمال ہوتا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے سروے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ اشیاء سازی پر اندازاً ایک چوتھائی لاگت درآمدی پیٹرولیم مصنوعات اور دیگر درآمدی خام مال کے توسط سے شرح مبادلہ کا براہ راست اثر قبول کرتی ہے۔<sup>36</sup> میں 13ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں تخفیف نسبتاً کم رہی (میں 12ء میں 9.1 فیصد کے مقابلے میں 4.5 فیصد)، اور شرح مبادلہ میں تغیر بھی کم رہا جس نے گرانہ کی توقعات پر نمایاں اثر ڈالا اور اس کا نتیجہ گرانہ کے کم دباؤ کی صورت میں نکلا۔

شکل 4.24: عالمی اور ملکی گرانہ (جولائی 2009 تا جون 2013ء) کا باہمی تعلق



Source: IMF and PBS

جہاں تک سرکاری نرخوں کا تعلق ہے، میں 13ء کے دوران پیشتر کی توانائی کی

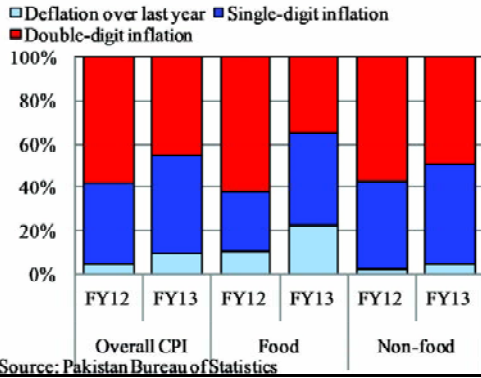
33 آٹھ گروپ یہ ہیں: اگلے سے پاک مشروبات اور خوراک؛ کپڑے اور جوتے؛ رہائش، پانی، بجلی، گیس اور دیگر ایندھن؛ فرنیچر اور گھریلو آلات؛ ذرائع نقل و حمل؛ تعلیم؛ ریسٹوران اور ہوٹل؛ اور متفرق۔ دیگر چار گروپ یہ ہیں: اگلے والے مشروبات اور تباکو؛ صحت؛ مواصلات؛ اور تفریح و ثقافت۔

34 تیار ملبوسات، سلائی، اونٹنی کپڑے، ہوزری، دوپٹے، دھلائی اور لائنڈ رنگ، برتن، کلیک فین، درسی کتب، چاول، دودھ کا پاؤڈر، گرےٹ جیسی اشیاء میں میں 13ء کے اکثر مہینوں کے دوران دو ہندسی گرانہ رہی۔

35 ہمارے مجموعی خام مال کا تقریباً ایک چوتھائی، اور ہماری صارفی مصنوعات کا چھٹا حصہ (one-sixth) درآمدات پر مشتمل ہے۔

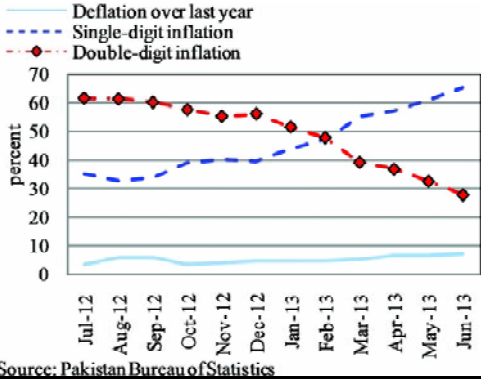
36 "Formal Sector Price Discoveries: Preliminary Results from a Developing Country." SBP Working Paper (2011)۔ Series. 42۔ اس مقالے میں یورپی یونین اور امریکہ کے اشیاء ساز شعبوں میں قیمتوں میں اوسط تغیر و تبدل کی تعداد کا پاکستان کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے۔

شکل 4.25: اوسط میعاد گرانے کے لحاظ سے اشیاء کا فیصدی تناسب



مصنوعات میں دیکھی گئی، گھریلو صارفین کے لیے گیس کے نرخ جولائی 2012ء میں نصف کر دیے گئے، اور سی این جی کی قیمتیں اکتوبر 2012ء کے دوران تیزی سے کم کی گئیں۔<sup>37</sup> پیٹرولیم کے خوردہ نرخ پورے مئی 13ء کے دوران کم و بیش مستحکم رہیں جبکہ بجلی کے نرخنامے مئی 2012ء میں 10 فیصد اضافے کے بعد سے جوں کے توں رکھے گئے ہیں (باب 3 توانائی)۔ غذائی اشیاء میں سے گندم اور شکر کی قیمتیں جزوی طور پر سرکاری کنٹرول میں ہیں۔<sup>38</sup> مئی 13ء میں گندم کی قیمت مئی 12ء کی نسبت تیزی سے بڑھی (بلند سرکاری قیمت اور محدود ذخائر کی بنا پر)، تاہم شکر کے ملکی نرخ مسلسل دوسرے سال بھی گرتے رہے، اس کے عالمی نرخ گرے اور ملکی رسد بہتر ہوئی۔

شکل 4.26: غیر غذائی زمرے میں اشیاء کا فیصدی تناسب بلحاظ گرانے۔ سال بسال



ہمارے خیال میں گیس کے نرخوں میں کٹوتی اور توانائی کی دیگر قیمتوں میں استحکام نے ملک میں گرانے کی توقعات کی اصلاح میں مدد دی ہے۔ توانائی اکثر صنعتوں میں بطور خام مواد استعمال ہوتی ہے چنانچہ اس کی قیمت مصنوعات کے نرخوں کے تعین میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ نیز، جیسا کہ دوسری سہ ماہی رپورٹ 2012-13ء میں تذکرہ ہے، ان سرکاری قیمتوں کا عوام کی توقعات پر گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ ذرائع ابلاغ توانائی اور بنیادی غذائی اشیاء کے نرخوں سے عوام کو باقاعدہ اور متواتر باخبر رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہمارے خیال میں مئی 13ء کے دوران ملکی گرانے میں کمی کا رجحان دراصل رسدی پہلو (جس نے بیرونی قیمتوں سے مہینہ پائی) اور ملک میں گرانے

کی توقعات کی بنا پر آیا۔ قومی گرانے کے دونوں پیمانوں (غیر غذائی غیر توانائی اور تراشیدہ اوسط) سے بھی طلب کا ملکی دباؤ دوران سال دھیمپا پڑا۔ طلب کا کچھ ملکی دباؤ مئی 13ء کی پہلی ششماہی میں تاخیر سے رونما ہوا ہوگا جس کی عکاسی تقریباً نصف غیر غذائی اشیاء میں دوہندگی گرانے کی صورت میں ہوئی (شکل 4.25)۔<sup>39</sup> تاہم وقت گزرنے کے ساتھ یہ دباؤ بھی نرم پڑ گیا، دوہندگی گرانے والی اشیاء کی تعداد جولائی 2012ء میں اندازاً 60 فیصد تھی جو جون 2013ء تک تقریباً نصف ہو کر 30 فیصد سے بھی کم رہ گئی (شکل 4.26)۔

#### 4.4.2 گرانے کا منظر نامہ

مئی 13ء مسلسل دوسرا سال تھا جب گرانے کی حکومت کے مقررہ ہدف سے بھی کم رہی۔ غالباً اسی لیے حکومت نے مئی 14ء کا ہدف مزید کم کر کے 8 فیصد طے کیا ہے، تاہم جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، گرانے کی وجوہ کی بنا پر بلند رہنے کا امکان ہے: بجلی کے نرخوں میں حالیہ اضافہ (اور جنوری 2014ء میں گیس کے نرخوں میں بھی اضافے کا امکان)، پاکستانی روپے کی کمزوری اور نتیجتاً پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ، جی ایس ٹی 16 فیصد سے بڑھ کر 17 فیصد کرنا، اور اس سیزن میں گندم کی ہدف سے کم پیداوار (بکس 4.1)۔ ہماری تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عوامل گرانے کی توقعات پر اپنے اثرات کی بنا پر گہرا اثر ڈال سکتے ہیں۔ گھرانے اپنی توقعات کی بنیاد دراصل پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کو بناتے ہیں جو ظاہر ہے روپے سے متاثر ہوتی ہیں۔ یہ امر دلچسپ ہے کہ ڈالر اور روپے کی مساوات میں ردوبدل سے نچے شعبے کے کاروباری اداروں کی گرانے کی توقعات براہ راست متاثر ہوتی ہیں۔ ہمارے سروے کے نتائج واضح طور پر بتاتے ہیں کہ اشیاء ساز ادارے اپنی قیمتوں کے تعین کے لیے روپے کی مساوات کو مد نظر رکھتے ہیں (دیکھئے خصوصی بکشن 4.1)۔<sup>40</sup>

37 گھریلو صارفین کے لیے قدرتی گیس کے نرخ جولائی 2012ء میں اوسطاً 49 فیصد کم کیے گئے جبکہ سی این جی کے نرخ اکتوبر 2012ء کے آخری ہفتے میں 35.1 فیصد کم کیے گئے۔

38 حکومت گندم اور گیس کی سرکاری قیمتیں مقرر کرتی ہے۔

39 ان میں سے بیشتر چیزیں لباس، جوتے، گھریلو اشیاء اور ذاتی استعمال کی چیزوں سے متعلق ہیں جن پر قیمت متعین کرنے والے دیگر عوامل کا گہرا اثر ہوتا ہے۔

40 دیکھئے فٹ نوٹ 37۔



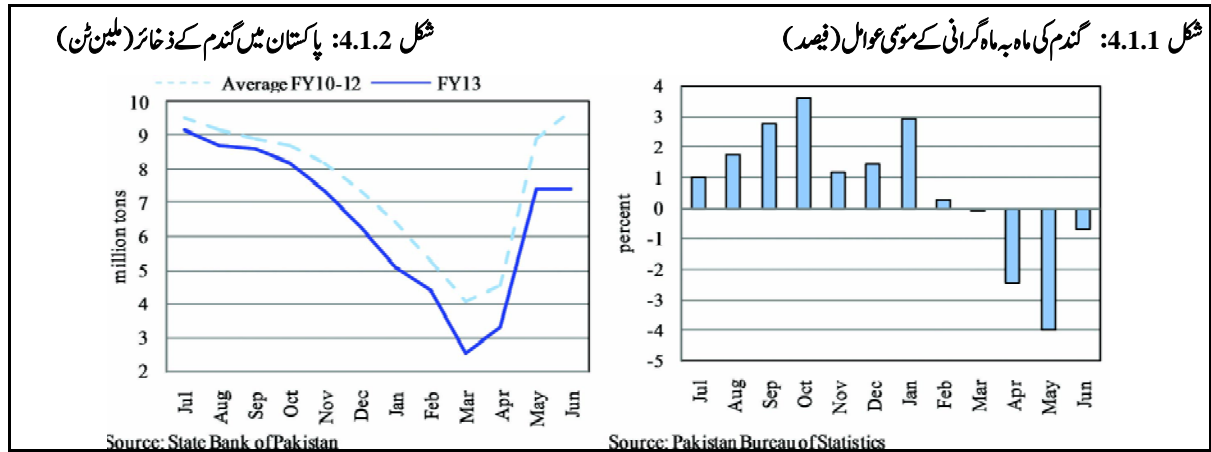
#### باکس 4.1: پاکستان میں گندم کی قیمتوں میں حالیہ رجحانات

ملک میں گندم کی قیمتیں ہر سال اپریل تا جون کے دوران عموماً کم ہو جاتی ہیں، یہی وہ عرصہ ہے جب نئی فصل آتی ہے (شکل 4.1.1)۔ تاہم اس 13ء میں ایسا نہ ہوا، گندم کی قیمتیں پورے مئی اور جون کے دوران بڑھتی رہیں۔

گندم کی فصل ہدف سے کم ہوئی یعنی 25.5 ملین ٹن ہدف کے مقابلے میں 24.3 ملین ٹن، جس سے قیمتوں پر غیر معمولی دباؤ پڑا، اس کے علاوہ ایک وجہ پیداواری تخفیف سے وابستہ غیر یقینی صورت حال بھی تھی جس سے گندم اور منسلک مصنوعات کے نرخ چڑھ گئے۔ مئی 2013ء میں سپارک نے 26.35 ملین ٹن فصل کا تخمینہ لگایا تھا، تاہم صوبائی محکمہ ہائے زراعت سے موصول معلومات پر مبنی منڈی کی رپورٹیں گندم کی ہدف سے کم پیداوار ظاہر کر رہی تھیں۔ بعد میں امریکی محکمہ زراعت نے پاکستان میں فصل کا تخمینہ 23.3 ملین ٹن لگایا۔<sup>41</sup>

مزید برآں، پورے اس 13ء کے دوران ملک میں گندم کے ذخائر پر دباؤ رہا (شکل 4.1.2)۔ تاہم مالی سال کے خاتمے کے قریب جب حکومت خریداری کا ہدف پورا نہ کر سکی تو توشیوش بڑھ گئی۔ عین اسی وقت قازقستان میں، جو افغانستان کو گندم دینے والا سب سے بڑا ملک ہے، گندم کی فصل کو زبردست نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس سے افغانستان میں نہ صرف پاکستانی گندم کی طلب خاصی بڑھ گئی<sup>42</sup> بلکہ گندم کی ملکی قیمتوں میں بھی اضافہ ہونے لگا۔

گندم کی بلند قیمتوں سے ایک طرف صارف اشاریہ قیمت گرانی میں براہ راست اضافہ ہوتا ہے،<sup>43</sup> تو دوسری طرف اس کا بالواسطہ اثر بھی ہوتا ہے کیونکہ معاوضے متعین کرنے پر بات چیت میں گندم بطور نشانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں سروے کے نتائج سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اشیا سازی کے اداروں میں مجموعی لاگت کا 11 فیصد معاوضوں کی مد میں خرچ ہوتا ہے جبکہ خدمات فراہم کرنے والے اداروں میں یہ تناسب 39 فیصد ہے۔<sup>44</sup> اس کا مطلب ہے کہ گندم کے نرخوں میں حالیہ اضافہ اس 14ء کے دوران گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر اثر انداز ہوتا رہے گا۔



جہاں تک عالمی نرخوں کا تعلق ہے اس 13ء میں قیمتوں گھٹنے کا رجحان اس 14ء کی پہلی سہ ماہی میں معکوس ہو چکا ہے۔ بالخصوص (اکتوبر 13ء کے آخر تک بریٹ) تیل کی قیمتیں 109.5 ڈالر فی بیرل تک بڑھ چکی ہیں جس کی اہم وجہ لیپیا میں رسد میں گڑبڑ اور شام کے حوالے سے بڑھتے ہوئے خدشات ہیں، تاہم امریکہ اور ایران کے تعلقات میں گرجوئی سے حال میں یہ قیمتیں کم ہوئی ہیں۔ امریکی ادارے انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن نے توقع ظاہر کی ہے کہ بریٹ تیل کی قیمتیں اس 14ء میں 104 ڈالر فی بیرل تک گھٹ جائیں گی۔

#### خصوصی سیکشن 4.1: گرانی کے تعین میں توقعات کا کردار<sup>45</sup>

اگر گھرانوں کو مستقبل میں خاص سطح کی گرانی کی توقع ہوگی تو وہ کمپنیوں سے بلند معاوضے پر اصرار کریں گے۔ نتیجتاً یہ کمپنیاں اپنی پیداواری لاگت میں اضافے کا سامنا کریں گی چنانچہ یہ اضافی لاگت بلند نرخوں کی صورت میں صارفین پر عائد کر دیں گے۔ اسی طرح کمپنیاں بھی پیداواری لاگت میں اضافے کی توقع کر سکتی ہیں اور پیش قدمی کے طور پر اپنے نرخ بڑھا سکتی ہیں۔ ان دو مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قیمتیں جزو اُس لیے بڑھتی ہیں کہ معاشی عالمین قیمتوں کے بڑھنے کی توقع کرتے ہیں، اور گرانی کی توقعات کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔

41 امریکہ کے محکمہ زراعت کی عالمی زرعی طلب و رسد کے جائزے کی رپورٹ نمبر 521 بتاریخ 12 اگست 2013ء کے مطابق پاکستان کی گندم کی فصل اس 13ء میں 23.3 ملین ٹن رہے گی جبکہ یو ایس اے نے پاکستان کے صرف کا تخمینہ برائے اس 14ء 24 ملین ٹن لگایا ہے۔

42 یو ایس ڈی اے بیرونی زرعی سرویس کی Global Agriculture Information Network رپورٹ بتاریخ 8 اپریل 2013ء ملاحظہ کیجیے جس کا موضوع 'Grain and Feed - Afghanistan' ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اس 12ء کے مقابلے میں اس 13ء کے دوران افغانستان کو گندم کے آنے کی رسد تقریباً 22 فیصد (یا 90 ہزار ٹن) کم ہوئی۔

43 صارف اشاریہ قیمت باسٹ میں گندم اور اس سے منسلک مصنوعات (مثلاً گندم کا آٹا، سوہی، میدہ، سویا، سادہ روٹی، تہنہ روٹی روٹی، اور پاپے وغیرہ) کا نمایاں حصہ ہے۔

44 دیکھئے فٹ نوٹ 37۔

45 خصوصی سیکشن ڈاکٹر علی چوہدری اور ڈاکٹر مشتاق خان نے تحریر کیا ہے۔

یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہے کہ پاکستان میں گرانے کے اسباب کے تعین میں گرانے کی توقعات ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس کا جزوی سبب یہ ہے کہ پاکستان میں صارف اشاریہ قیمت سال بسال گرانے بے لچک ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب گرانے بڑھتی ہے تو یہ بلند ہی رہتی ہے۔<sup>46</sup> اس سے مراد یہ ہے کہ پاکستان میں قیمتوں پر بار بار نظر ثانی کی جاتی ہے، اور اس حوالے سے اسٹیٹ بینک کے پاس سروے کا ثبوت موجود ہے۔<sup>47</sup> اشیاء ساز شعبے سے کیے گئے سروے سے پتہ چلتا ہے کہ کمپنیاں تقریباً ہر سہ ماہی پر اپنی قیمتوں پر نظر ثانی کرتی ہیں۔<sup>48</sup>

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تحقیق گرانے کا انحصار گرانے کی توقعات پر ہوتا ہے تو ان توقعات میں کمی لانے کے طریقے بھی پالیسی سازوں کے علم میں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ توقعات کی نگرانی ضروری ہوگئی ہے اور یہ جاننا بھی کہ یہ توقعات تشکیل کس طرح پاتی ہیں۔ ان پر باری باری غور کرتے ہیں۔

گرانے کی متوقع شرح کی پیمائش، اور گرانے کے لیے بنیادی طور پر تین طریقے موجود ہیں: (الف) توقعات جاننے کے لیے موجودہ ڈیٹا استعمال کرنا (مثلاً سرکاری بانڈز پر خط یافت)، (ب) گرانے کی توقعات کے حوالے سے مفروضے بنانا کہ وہ کس طرح تشکیل پاتی ہیں اور پھر پیش گوئی تیار کرنے کے لیے شماریاتی طریقے استعمال کرنا، اور (ج) براہ راست لوگوں سے دریافت کرنا کہ وہ گرانے کی کیا توقع کرتے ہیں۔

پہلا طریقہ خاص طور پر اس وقت فائدہ مند ہے جب ملک کے اشاریہ شدہ بانڈز ہوں، جبکہ حکومت پاکستان انہیں جاری نہیں کرتی۔ ان بانڈز کی غیر موجودگی میں متبادل کے طور پر ہم مختلف عرصیتوں کے ٹریڈری بلوں پر منافعوں میں فرق کو زیر غور لاتے ہیں اور منڈی کی توقعات کو ان سے اخذ کرتے ہیں۔ تاہم ایسا استنباط درست نہیں ہوگا کیونکہ مختلف ٹی بلوں کے منافعوں میں فرق کے دو اجزاء ہیں: (i) گرانے کا پریمیم اور (ii) گرانے کی توقعات۔ ان دونوں اجزاء کو الگ الگ کرنا آسان نہیں ہوتا۔

دوسرے طریقہ کار میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ عالمین معقول توقعات رکھیں گے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام دستیاب معلومات بہترین طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اور شماریاتی ماڈل کے ذریعے پیش گوئی کریں گے۔ تاہم ایسے شواہد کمزور ہیں کہ عام آدمی اس نوعیت کی قطعی سوچ اپناتا ہے۔<sup>49</sup> نیز، بے شمار تکنیکی ماڈل کی بنا پر شماریاتی تکنیک کا چناؤ مشکل ہے، بعض اوقات تو جو اس دوران پالیسی امور سے بھٹک جاتی ہے، اور ان طریقوں میں کسی حد تک موضوعیت موجود ہوتی ہے۔

آخری، یعنی لوگوں سے براہ راست دریافت کرنے کا طریقہ سب سے قابل بھروسہ ہے لیکن یہ خدشہ موجود رہ سکتا ہے کہ نمونہ (sample) آبادی کا ٹھیک ٹھیک نمائندہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ بعض ماہرین معاشیات کے نزدیک، سروے میں دیے گئے جوابات سنجیدہ یا قابل توجہ نہیں ہوتے، جبکہ اس پر متعدد نظریے پائے جاتے ہیں کہ سروے میں لوگوں کا رویہ کیسا ہونا چاہیے۔ تاہم جدید ترین تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی متضاد آراء، جسے منتشر توقعات (heterogeneous expectations) جیسی ٹھیک اصطلاح سے واضح کیا جاسکتا ہے، گرانے کے پراسیس کا لازمی جزو ہوتی ہیں۔<sup>50</sup> اسٹیٹ بینک گذشتہ دو برس سے اس آخری طریقہ کار پر کام کر رہا ہے۔

جنوری 2012ء میں اسٹیٹ بینک نے انسٹی ٹیوٹ آف بزنس اینڈ منسٹریشن کے اشتراک<sup>51</sup> سے، صارفین کے اعتماد اور گرانے کی توقعات جانچنے کے لیے ٹیلی فون سروے کا آغاز کیا، یہ سروے ہر دوسرے ماہ کیا جاتا ہے۔ اس میں 1800 سے زائد گھرانوں کا زمرہ وار بے ترتیب (stratified random) نمونہ استعمال کیا جاتا ہے، یہ نمونہ پورے پاکستان کی آبادی کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس سروے کے ذریعے سے معیاری (یعنی، کیا گرانے جوں کی توں رہے گی، بڑھے گی یا کم ہوگی) اور مقداری دونوں لحاظ سے گرانے کی توقعات ناپی

46 دیکھئے حنیف، امین، ملک، جے، اور اقبال، جے (2012ء)، 'Intrinsic Inflation Persistence in a Developing Country' ایس بی پی ورلڈ ہیپ، 52۔

47 یہ معلومات دسمبر 2009ء تا دسمبر 2010ء کے دوران کیے گئے 1,086 انٹرویوز کے نتائج پر مبنی ہیں، انٹرویوز پاکستان کے شعبہ اشیاء سازی اور خدمات کے شعبے میں باضابطہ فرموں کے قیمت بندی کے رویے کی بابت کیے گئے۔ یہ شعبے ایک سال کے دوران بالترتیب اوسطاً 2 اور 14 بار اپنی قیمت تبدیل کرتے ہیں، جبکہ یورپ اور امریکہ میں یہ موقع سال میں بالترتیب 1 اور 1.4 بار آتا ہے۔ اس نتیجے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کی مجموعی جی ڈی پی کا ایک چوتھائی حصہ سال میں تین بار re-priced ہوتا ہے (تفصیل کے لیے دیکھئے چوہدری اور دیگر (2011))

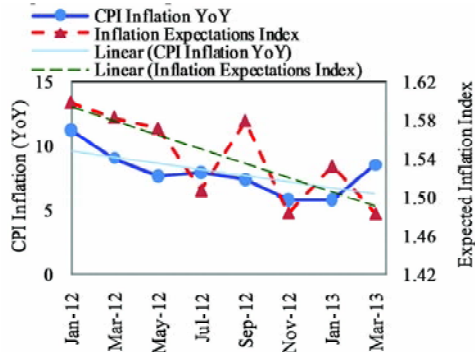
48 دیکھئے فٹ نوٹ 37۔

49 دیکھئے سولی لس، ایس، کولس (2004ء)، 'Expectations, Heterogeneous Forecast Errors, and Consumption: Micro Evidence from the Michigan Consumer Sentiment Surveys'، جلد 36، نمبر 1 (فروری)؛ ہالٹی وینگر، جے، اور والدین، ایم (1985ء)، 'Rational Expectations and the Limits of Rationality: An Analysis of Heterogeneity'، دی امریکن انکوائری، جلد 75، نمبر 3 (جون)، ص 326-340۔

50 دیکھئے مائیکو این جی، کارڈو آ، اور ولفرز جے (2004ء)، 'Disagreement about Inflation Expectations'، این بی ای آر سیکر وائٹس اینڈ پبلیکیشنز، 2003ء، جلد 18، دی ایم آئی ٹی پریس۔

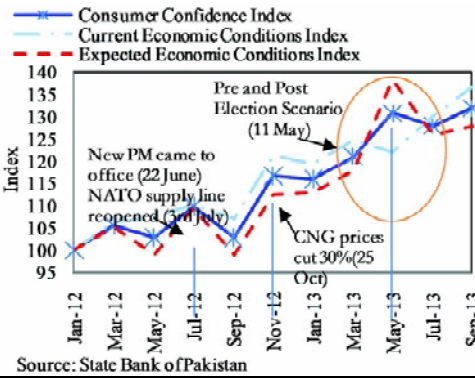
51 سینٹر فار سروے ریسرچ کی نظری معادلت، تشکیل اور مل درآمد کے لیے ہم نیویارک فیڈ، بی آئی ایم ایس یونیورسٹی آف سرے اور نیل یونیورسٹی کے شریکر ہیں۔

#### شکل خ س 4.1.1 : متوق اور حقیقی گرانہ



Source: State Bank of Pakistan

#### شکل خ س 4.1.2 : صارف کے احساسات اور اہم واقعات



Source: State Bank of Pakistan

جاتی ہیں۔ نیز، گھرانوں سے معیشت کی موجودہ صورت حال کا ماضی سے موازنہ کرایا جاتا ہے اور ان سے آئندہ کی توقعات پوچھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد ان نتائج سے اعتماد صارفین کا اشاریہ (consumer confidence index) تشکیل دیا جاتا ہے۔ آخر میں، سروے سے گھرانوں کے آئندہ رویے کے بارے میں معلومات لی جاتی ہیں جس سے مستقبل میں صارفین کی طلب کا ایک مستحکم خاکہ معلوم ہو جاتا ہے۔

جنوری 2012ء میں پہلے سروے کی مدد سے تشکیل دیے گئے اشاریے زیر جائزہ ہیں، اس کے بعد ہی کوئی حتمی نتیجہ اخذ کیا جاسکے گا۔ تاہم ابتدائی نتائج حوصلہ افزا ہیں: شکل خ س 4.1.1 میں دکھایا گیا ہے کہ لوگوں نے اگلے چھ ماہ کے لیے کیا توقعات وابستہ کی تھیں<sup>52</sup> اور چھ ماہ میں حقیقتاً رونما کیا ہوا۔ ہمارے پاس موجود محدود ڈیٹا کو دیکھتے ہوئے اطمینان بخش امر یہ ہے کہ حقیقی گرانہ توقعات کے مطابق رونما ہو رہی ہے۔ فی الحال یہ بات زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ گھرانوں کی توقعات قیمتیں بڑھنے کی مقدار کے لحاظ سے کیا رہیں، کیونکہ سروے کے جواب دہندگان اپنے جوابات کا حقیقی گرانہ کے ساتھ موازنہ کریں گے، چنانچہ امید ہے کہ وہ توقعات کی پیمائش زیادہ حقیقت پسندانہ طور پر کریں گے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، ان سروے میں اقتصادی صورت حال پر گھرانوں کے نقطہ نظر کے بارے میں بھی پوچھا جاتا ہے اور ان کے موجودہ حالات بھی جانے جاتے ہیں۔ شکل خ س 4.1.2 میں ان اشاریوں کی جھلکیاں دی گئی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ معیشت کی صورت حال کو عموماً سے بیان کرتی ہیں (مثال کے طور پر دیکھئے

2013ء کے انتخابات کا جوش و خروش)۔ اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ پر اب ایک ٹول (www.sbp.org.pk/CCS) موجود ہے جن سے ان اشاریوں اور ان کے اجزاء کے ابلاغ اور مزید تفصیلی جائزے میں مدد ملے گی۔

اب ہم گرانہ کی توقعات کی تشکیل پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ سروے کا ڈیٹا سیٹ استعمال کرتے ہوئے اس کا جائزہ عباس، بیگ اور چوہدری (2013)<sup>53</sup> نے لیا ہے۔ مختصر خاکے کے طور پر نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ: (i) مستقبل کے نرخوں کا تعلق توانائی کے خردہ نرخوں کے ساتھ نسبتاً زیادہ ہے، جبکہ غذا اور دیگر اجناس کے ساتھ کم حد تک ہے، (ii) آبادی کے مختلف اوصاف (مثلاً عمر، تعلیم، صنف) کی بنا پر توقعات مختلف ہوتی ہیں، یہ حقیقت برائے اور وینکٹو (2001ء) اور (iii) گرانہ کی توقعات متعین کرنے میں ایندھن کے نرخ کے اعلانات دیگر تبدیلیوں مثلاً بجلی اور گیس کے نرخ کی نسبت زیادہ اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور (iv) آبادی کے مختلف اوصاف کی بنا پر گرانہ کی توقعات میں فرق ٹھوڑا رکھے جانے کے بعد، اقتصادی عاملین اپنی جو آمدنی چاہتے ہیں اس کے ساتھ متوقع گرانہ کی گہرائی کا نہایت گہرا تعلق ہے، اور (v) فریم نرخ مقرر کرنے میں ڈالر اور روپے کی مساوات کو نمایاں کلیدی اہمیت دیتی ہیں۔ درحقیقت، ڈالر اور روپے کی مساوات گھرانوں کی توقعات پر ایندھن کے نرخوں کے ذریعے بالواسطہ اثر ڈالتی ہے (کیونکہ یہ ایک درآمدی شے ہے)، تاہم فرموں کی جانب سے نرخوں کے تعین پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔

52 گھرانوں سے چھ ماہ عرصے کی متوقع گرانہ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

53 عباس، ایچ، بیگ، ایس اور چوہدری، اے (2013)، 'Inflation Expectations in a Developing Country Setting [Draft Version]', www.sbp.org.pk/ccs/reports

54 چوہدری، اے، نسیم، ایس، عبدال، ایف، ضیف، ایمن اور پاشا، ایف (2011)، 'Formal Sector Price Discoveries: Preliminary Results from a Developing Country', ایس بی پی ورکنگ پیپر سیریز، 42۔

55 برائن ایف، ایم اور وینکٹو، جی (2001a)، 'The Demographics of Inflation Opinion Surveys', Bryan F. M and Venkatu, G. (2001a), فیڈرل ریزرو بینک آف کیلیفرنیا کنکری سیریز۔

پاکستان میں گرانی کی توقعات کے تفصیلی (مانکرو) تجزیے کے اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ معلوم ہونے پر کہ ایندھن کی خوردہ قیمتیں گرانی کی توقعات متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، اسٹیٹ بینک نے 'سرکاری نرخ' اشاریہ ('administered price' index) تیار کیا۔ اس اشاریے نے، عمومی گرانی کے اعداد و شمار کے تجزیے کے ساتھ مل کر، بہتر طریقے سے وضاحت کی کہ مئی 12ء اور مئی 13ء میں زری پالیسی میں مسلسل نرمی کے باوجود گرانی کم کیوں ہوتی رہی۔<sup>56</sup>

خلاصہ یہ کہ صارفین کے اعتماد اور گرانی کی توقعات کے سروے ہمارے زری پالیسی فیصلوں اور معیشت کے بحیثیت مجموعی تجزیے کے لیے مفید ثابت ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ بصیرت کی ان مثالوں سے گرانی کے روایتی تجزیے کے تناظر میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، روایتی تجزیے میں طلبی (demand-pull) یا رسدی (supply-push) عوامل کا احاطہ کرنے والے تعین کنندہ اجزاء (determinants) پر ہی توجہ دی جاتی ہے۔ ہمارے تجزیے سے ثابت ہوتا ہے کہ گرانی کی جن بڑھتی ہوئی توقعات سے گرانی کی حقیقی شرحوں میں اضافہ ہوتا ہے انہیں غلط طور پر طلب کا دباؤ سمجھا جاسکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جوابی پالیسی اقدام (مثلاً دہرے خسارے میں کمی کے لیے طلب پر قابو پانا) پر عمل درآمد درحقیقت گرانی کی توقعات کو، اور نتیجتاً گرانی کو بدتر کر سکتا ہے۔ گرانی کی توقعات کا جائزہ یقیناً اگلی سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں میں لازماً شامل ہوا کرے گا۔

56 براہ کرم دیکھئے سہ ماہی رپورٹیں (دوسری سہ ماہی رپورٹ مئی 13ء، تیسری سہ ماہی رپورٹ مئی 13ء)، سالانہ رپورٹیں (معیشت کی کیفیت سالانہ رپورٹ مئی 12-2011ء صفحہ 59-60) اور زری پالیسی بیانات (12 اپریل 2013ء، 13 ستمبر 2013ء، 21 جون 2013ء)۔